ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

10 | اکتوبر 2022 | ربیع الاول 1444

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے
92 سال

ایک نکتہ کی طرف آپ کی توجہ ملتفت کرنا ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو لوگ ابتداء ایمان لائے، بلکہ ایک ایسی قوم کے افراد تھے وہ دریا کے کنارے ماہی گیر نہ تھے، وہ مصر کے محکوم اور غلام قوم کے افراد نہ تھے، بلکہ ایک ایسی آزاد قوم کے افراد تھے، جو اپنی عقل و دانش کے لحاظ سے ممتاز تھی، اور جس نے ابتدائے آفرینش سے آج تک کبھی کسی کی اطاعت نہیں کی تھی، وہ لوگ جن کے تجارتی کاروبار ایران، شام، مصر اور ایشائے کوچک تک پھیلے تھے، ان میں وہ لوگ تھے جن کی وقیقہ سنجی، نکتہ رسی اور عقل و ذہانت کے ثبوت، مسائل اور احکام کی صورت میں آج بھی موجود ہیں، ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے بڑی بڑی فوجوں کا مقابلہ کیا، اور دنیا کے مشہور سپہ سالاروں میں داخل ہیں، ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے ملکوں پر فرماں روائیاں کیں، اور حکومت کے نظم ونسق کی بہترین قابلیت کا اظہار کیا، کیا ایک لمحہ کے لیے بھی کوئی یہ تصور کرسکتا ہے کہ ایسے پر زور، قوی بازو اور دانیان روزگار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حال چھپا رہ سکتا تھا، اور وہ دھوکا کھا سکتے تھے، بلکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کی ایک ایک جنبش کی نقل کی ہے، اور جو آپ کے ایک ایک نقش قدم پر چلنا اپنی سعادت سمجھتے تھے یہ آپ کی کاملیت کی ناقابل تردید دلیل ہے۔

خطبات مدراس، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 33 شمارہ 10 اکتوبر 2022ء / ربیع الاول ۱۴۴۴ھ

Regd.M.NO.32

تشکیل

اداریہ	’’نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں‘‘	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات	احرار اور فلڈ ریلیف سرگرمیاں	عبداللطیف خالد چیمہ	4
ہدایات	45ویں سالانہ دو روزہ احرار ختم نبوت کانفرنس	مولانا محمد اکمل	7
ظلمت سے نور تک	ترکِ قادیانیت اور قبولِ اسلام		8
شذرہ	شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سرپرست	سید محمد کفیل بخاری	9
افکار	دنیا بھر میں ختم نبوت کی صدائیں	مولانا محمد مغیرہ	10
شخصیت	’’فخر ہوتا ہے قبیلے کا سدا ایک ہی شخص‘‘	سید محمد کفیل بخاری	11
//	مختصر احوال و تعارف مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	سید محمد کفیل بخاری	17
//	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی برجستہ گوئی	نوراللہ فارانی	18
آپ بیتی	سرخ لکیر قسط نمبر 5	ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم	25
ادب	پیغامِ عمل	مولانا عامر عثمانی رحمہ اللہ	33
//	سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ	سید امین گیلانی	34
//	حقیقت یہی ہے	حبیب الرحمٰن بٹالوی	35
نقد و نظر	باتیں میاں طفیل محمد کی	ڈاکٹر امجد علی شاکر	36
خطاب	امیرِ شریعت کا تاریخی خطاب	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	40
//	واقعاتِ سیرت طیبہ و سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم (قسط نمبر 6)	جانشین امیرِ شریعت، امام اہلِ سنت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	47
یادِ رفتگان	ایک درویش کی رحلت	معصوم مراد آبادی	53
مطالعہ قادیانیت	قادیانی سے دعوتی نشست قسط نمبر 2	عطاء محمد جنجوعہ	55
اخبار الاحرار	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	60
ترحیم	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

★ ★ ★ ★ ★

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد
ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید عطاء اللہ ثالث بخاری
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com
محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد
0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک ---------- 300/- روپے
بیرون ملک ---------- 5000/- روپے
فی شمارہ ---------- 30/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم، ڈی، اے چوک ملتان

رابطہ
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961
www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوۃ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات

سید محمد کفیل بخاری

''نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں''

موجودہ حکمران مہنگائی کے خاتمے اور ملکی معیشت بہتر کرنے کا ایجنڈا لے کر اقتدار میں آئے۔ لیکن صورت حال پہلے سے بھی بدتر ہوگئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سابق حکمرانوں کے دور میں مہنگائی عروج پر تھی۔ عوام کا جینا محال ہوگیا تھا اور عمران خان عوام کو نہ گھبرانے کی نصیحت کرتے رہے۔ لیکن شہباز شریف اور ان کے حلیف اقتدار کے شراکت داروں سے سوال ہے کہ آپ تو سب کچھ درست کرنے کے دعوے کے ساتھ اقتدار میں آئے۔ آئے کیا بڑے زوروں سے لائے گئے۔ آپ کی کارکردگی کیا ہے؟

بعض تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ طے تو یہ ہوا تھا کہ صاحب بہادر عمران خان کو سنبھالیں گے اور حکومت معیشت کو سنبھالے گی۔ لیکن سب الٹ ہوگیا کہ صاحب بہادر عمران کو سنبھال سکے نہ حکومت معیشت کو۔ اب دونوں ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں کہ اپنا اپنا کام کرو۔ دونوں مشکل میں ہیں اور قوم کو طفل تسلیاں دے رہے ہیں کہ مشکل وقت ہے، مشکل فیصلے کرنے پڑے ہیں۔ جبکہ فیصلے مشکل نہیں بلکہ غلط ہیں۔

پاکستان میں سابق حکومتیں بھی آڈیو، ویڈیو لیکس کا نشانہ بنتی رہی ہیں وکی لیکس کا تماشہ بھی چلتا رہا، لیکن کبھی اُن کی تحقیق ہوئی نہ کوئی نتیجہ نکلا۔ الزامات کا تبادلہ ہوا اور بات آئی گئی ہوگئی۔ یہی معاملہ موجودہ حکومت کے ساتھ بھی ہوا۔ ایک ہفتے میں وزیر اعظم کی چار آڈیو ٹیپس لیک ہوکر سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئیں۔ قطع نظر کہ ان آڈیوز میں کیا گفتگو ہوئی اور کن کے درمیان ہوئی، قوم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ جس وزیر اعظم کی فون کالز اور وزیر اعظم ہاؤس کا سسٹم اتنا ناقص اور غیر محفوظ ہے وہ ملک کیسے چلائیں گے۔ وزیر اعظم شہباز شریف اور ان کی پوری پارٹی میں کسی کی ہمت نہیں جو یہ بتا سکے کہ وزیر اعظم ہاؤس کا ڈیٹا کس کے پاس ہے اور اسے کون لیک کرتا ہے۔

اخبار میں خبر ہے کہ وفاقی وزیر خزانہ مفتاح اسمٰعیل نے استعفیٰ دے دیا ہے اور اسحٰق ڈار ایک دو روز میں وزیر اعظم شہباز شریف کے جہاز میں وطن واپس لوٹ رہے ہیں۔ وہ آتے ہی رکن سینٹ کا حلف اٹھائیں گے اور وزارت خزانہ کا قلم دان سنبھال لیں گے۔ قوم کو مفتاح اسمٰعیل نے کوئی فائدہ پہنچایا نہ اسحٰق ڈار کوئی نفع دیں گے۔ اسحٰق ڈار پہلے بھی وزیر خزانہ رہ چکے ہیں۔ تب بھی ان کی غلط معاشی پالیسیوں نے ملکی معیشت کا بیڑہ غرق کیا تھا۔ ٹیکسز کی بھر مار کر کے انہوں نے تاجر طبقہ کی کمر توڑی اور عوام کا گلا گھونٹا۔ اب نئے لندن پلان کے تحت ڈار صاحب پھر تشریف

لا رہے ہیں۔ معلوم نہیں وہ کیا گل کھلائیں گے۔

وطن عزیز قرضوں کی دلدل میں دھنسا اور مہنگائی کے شکنجوں میں جکڑا ہوا ہے اُدھر سیلاب نے معاشی واقتصادی طور پر ملک کو دیوالیہ ہونے کی بارڈر لائن پر لا کھڑا کیا ہے۔ خود موجودہ حکمران تسلیم کر چکے ہیں کہ جتنا نقصان ہوا ہے آئندہ بیس سال ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لیے بھی ناکافی ہیں۔ سیلاب کی تباہ کاریوں سے نکلنے اور عوام کی معاشی بحالی کے لیے غیر ملکی امداد ابھی تک کہیں خرچ ہوئی نظر نہیں آئی۔ عمران خان صاحب نے ٹیلی تھون پر جو خطیر رقم اکھٹی کی معلوم نہیں وہ کہاں اور کس کے پاس ہے اور مستحقین پر کب خرچ ہوگی۔ دینی مدارس اور دینی جماعتوں نے ابتدائی امداد میں متاثرین کی بحالی کے لیے دن رات ایک کر کے مثالی خدمات انجام دیں۔ لیکن کب تک؟ متاثرین کی بحالی تو ریاست کا کام ہے۔ ریاست کہاں ہے؟ عوام ڈھوٹی پھرتی ہے۔ ہمارے حکمران آخر کب تک آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے قرضوں کی بیساکھیوں پر ملک چلائیں گے؟ صورت حال بد سے بدتر ہوتی چلی جارہی ہے۔

ایک طرف ملک کی نظریاتی اساس کو تبدیل کرنے کی سازشیں عروج پر ہیں تو دوسری طرف معاشی بنیادوں کو کھوکھلا کیا جارہا ہے۔ سازشیں بین الاقوامی ہیں اور دلال مقامی ہیں۔ جن کے پاس کوئی سوچ ہے نہ ایجنڈہ۔ لگتا ہے حکومت ہوا میں قائم ہے۔

نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

سابق وزیر اعظم عمران خان تو امریکی صدر جو بائیڈن سے ہاتھ ملانے کی آرزو میں اقتدار کے دن پورے کر گئے۔ اپنے اقتدار کے خاتمے کا ذمہ دار امریکہ کو قرار دیا، جلسوں میں خط لہرایا لیکن اس کا متن آج تک قوم کے سامنے نہیں آیا۔ اب امریکہ سے تعلقات بہتر کرنے کی لابنگ کررہے ہیں۔

شہباز شریف نے امریکی صدر سے ہاتھ بھی ملا لیا اور گروپ فوٹو بھی بنوالیا۔ یہی ہمارے وزیر اعظم کی سب سے بڑی خواہش رہی ہے۔ لیکن شہباز شریف صاحب کی غیر مقبولیت کا حال یہ ہے کہ جنرل اسمبلی میں اُن کے خطاب کے دوران 34 ممالک کے نمائندے اٹھ کر چلے گئے۔

75 برس سے ملک میں یہی کھیل کھیلا جارہا ہے اور معلوم نہیں کہ اقتدار کی میوزیکل چیئر کا کھیل کب تک جاری رہے گا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان عوام کی خدمت کے لیے نہیں بلکہ سیاسی اشرافیہ کی عیاشیوں کے لیے بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ وطن عزیز پاکستان کے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں ملک وقوم کے سچے خادم حکمران نصیب فرمائے (آمین)

عبداللطیف خالد چیمہ

احرار اور فلڈ ریلیف سرگرمیاں

خیر الناس من ینفع الناس

''لوگوں میں سب سے بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے''

حالیہ سیلاب اور بارشوں کی تباہ کاریوں سے جو نقصان ہوا اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔مجلس احرار اسلام کے شعبۂ خدمت خلق اور احرار فاؤنڈیشن نے بھی اپنی بساط کے مطابق مختلف متأثرہ علاقوں میں خوب سرگرمیاں جاری رکھیں اور عمومی طور پر بھی دینی جماعتوں، محبِّ وطن تنظیموں، دینی مدارس اور مساجد نے بھی امدادی کام کو خوب نبھایا اور یہ سلسلہ اب تک جاری بھی ہے۔جس کی تفصیلی رپورٹ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر موجود ہوگی۔مگر افسوس کہ دینی تنظیموں اور دینی فلاحی اداروں کا کام روکنے کے لیے کچھ قوتیں سرگرم ہو چکی ہیں اور ان پر پابندی کے احکامات آیا چاہتے ہیں۔ جب کہ ہم ان سطور کے ذریعے نہ صرف مذمت کرتے ہیں بلکہ دینی اداروں کو فلاحِ انسانیت کے اس کام سے روکنے کو توہین انسانیت اور دین و وطن دشمنی سے تعبیر کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق سے نوازیں۔آمین یارب العالمین

ٹرانس جینڈر پرسن قانون مجریہ 2018ء اور تازہ صورتحال:

خواجہ سراؤں اور اسی قسم کے دیگر افراد کے حقوق کے تحفظ کے نام پر ٹرانس جینڈر پرسن قانون 2018ء میں پاس تو ہوا لیکن اس کی افادیت یا مضمرات سے خود پاس کرنے والے معزز اراکین قومی اسمبلی یا سینٹ بھی ''بے خبر'' رہے۔ خواجہ سراؤں (مخنثوں) کو فطری طور پر معذور سمجھنے کی بجائے ان کو الگ جنس کے طور پر پیش کرنا اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں مداخلت کرنے کے مترادف ہے۔دینی جماعتوں کی دو خواتین ممبران (نعیمہ کشور اور عائشہ سید) نے اس بل کے ساتھ اختلاف کیا اور اسے خلاف فطرت اور خلاف شریعت قرار دیا لیکن نئے قومی الیکشن نے اسے گم کر دیا۔اب چند ہفتوں سے جماعت اسلامی پاکستان کے سینیٹر جناب مشتاق احمد خان نے اس کو موضوع بنایا تو بات چل نکلی ہے۔تمام مکاتب فکر پر مشتمل ''ملی مجلس شرعی پاکستان'' نے 17 ستمبر 2022ء ہفتہ کو لاہور میں جو اجلاس منعقد کیا اس کی پریس ریلیز درج ذیل ہے۔''لاہور (پ ر) ملی مجلس شرعی جو سارے دینی مکاتب فکر کے علماء کرام کی ایک علمی مجلس کے قائدین نے کہا ہے کہ پاکستان میں آئے روز حکومتیں اور سیکولر سیاسی جماعتیں مغرب کے دباؤ پر غیر اسلامی قوانین عجلت میں اور انگریزی زبان میں بناتی رہتی ہیں تاکہ ارکان کو پتا بھی نہ چلے۔جس کی حالیہ مثال ٹرانس جینڈر ایکٹ کی ہے۔جس میں مخنثوں کے حقوق کے نام پر ہم جنس پرستوں کو قانونی چھتری مہیا کی گئی ہے۔ ہر فرد کو حق دے دیا گیا ہے کہ وہ نادرا کے دفتر جا کر اپنی جو جنس چاہے مقرر کرائے اور نادرا کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اس کے مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے اسے قومی

شناختی کارڈ جاری کرے کوئی شخص چاہے تو اپنے پہلے شناختی کارڈ کی جنس بھی اپنی مرضی سے تبدیل کرواسکتا ہے۔

علماء کرام نے کہا کہ اس قانون نے مردوں کے مردوں سے نکاح اور عورتوں کے عورتوں سے نکاح کو قانونی چھتری مہیا کر دی ہے۔ جس سے ملک میں جنس پرستی، عملِ قومِ لوط، ہم جنسیت اور فحاشی وعریانی کو فروغ ملے گا۔ نکاح کے علاوہ یہ قانون اسلامی نظام وراثت کے لیے بھی تباہ کن ہے۔ کیونکہ کوئی بھی عورت خود کو مرد قرار دے کر وراثت میں دگنا حصہ لے سکتی ہے۔ علماء کرام کا موقف تھا کہ یہ قانون اہل مغرب نے اپنے LGBTQ کے ایجنڈے کی حمایت اور اسلامی معاشرت اور خاندانی نظام کو تباہ کرنے کے لیے بنوایا ہے۔ انھوں نے مطالبہ کیا ہے کہ اس قانون کو منسوخ کیا جائے اور اگر مخنثوں کے حقوق کے لیے کوئی قانون سازی کرنی ہے تو وہ الگ سے کی جائے۔ جن علماء کرام نے اس قرارداد کی حمایت کی ان میں گوجرانوالہ سے مولانا زاہد الراشدی (صدر مجلس)، فیصل آباد سے مولانا یاسین ظفر (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السّلفیہ)، چیچہ وطنی سے حاجی عبداللطیف چیمہ نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)، پروفیسر ڈاکٹر محمد امین (ناظم اعلیٰ)، حافظ عبدالغفار روپڑی، مولانا ملک عبد الرؤف، حافظ عبدالرحمٰن مدنی، مولانا عبد المالک، مولانا عبدالرؤف فاروقی، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا مفتی شاہد عبید، سردار محمد خاں لغاری، مولانا غضنفر عزیز، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا قاری زوار بہادر، مولانا محمد عمران طحاوی، ڈاکٹر حافظ حسن مدنی، ڈاکٹر علی اکبر الازھری، صاحبزادہ محمد فاروق قادری، حافظ محمد نعمان حامد، مولانا محمد اسلم نقشبندی، ڈاکٹر حافظ محمد سلیم، مولانا عثمان رمضان، ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، مفتی محمد طاہر بلال، مولانا محمد حذیفہ حبیب، مولانا الطاف حسین گوندل اور دیگر علماء کرام شامل بھی تھے۔

ہم اس پر مزید تبصرے اور تجزیے کی بجائے روزنامہ اوصاف لاہور کے صفحہ اول (22 ستمبر) پر شائع ہونے والی ایک خبر من وعن نقل کرتے ہیں اس مصرعے کے ساتھ ’’آئینہ ایسا دوں کہ تماشا کہیں جسے‘‘

ٹرانس جینڈر ربل آ گیا، ہمارا نکاح پڑھائیں۔ دونو جوان نکاح خواں کے پاس پہنچ گئے۔ 20 سالہ صابر علی اور 19 سالہ حماد دو گواہ بھی ساتھ لے گئے، شرعی عذر پر ایسا کرنے سے قاصر ہوں، نکاح خواں کا جواب۔ شرمناک واقعہ شیر گڑھ میں پیش آیا لوگوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ قانون سازی شرمناک ہے عبدالجبار بھٹی ودیگر۔

شیر گڑھ (نمائندہ خصوصی) ٹرانس جینڈر ربل آ گیا۔ ہمارا نکاح پڑھائیں۔ عبدالجبار و دیگر کا کہنا تھا کہ قانون سازی شرمناک ہے اسے ختم کیا جائے۔ تفصیلات کے مطابق شیر گڑھ میں گزشتہ روز اس وقت عجیب اور دلچسپ صورتحال پیدا ہوگئی جب 20 سالہ صابر علی نے 19 سالہ حماد کے ساتھ باقاعدہ نکاح پڑھنے اور رجسٹرڈ کروانے کے لیے نکاح رجسٹرار کے پاس دو گواہان کو ساتھ لے کر چلے گئے اور اسے نکاح پڑھانے کو کہا جس پر نکاح خوان نے بتایا کہ ان کے پاس تحریری طور پر کوئی ایسی دستاویز نہیں پہنچی یا شرعی عذر کی موجودگی میں وہ ایسا کرنے سے قاصر ہے تو تکرار اور شور اور واویلے پر اہل دیہہ بڑی تعداد میں جمع ہو گئے۔ صابر علی اور حماد علی کا مؤقف تھا کہ دونوں ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں۔ ریاست پاکستان میں اسمبلی سے باقاعدہ قانون سازی کی بعض ریاستی قوانین کے عین

مطابق ہم جنس پرستی کے قانون کی روشنی میں اب باقاعدہ نکاح کر کے آپس میں شادی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر نکاح رجسٹرار قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اہل دیہہ کے سمجھانے اور کچھ بڑوں کے ڈانٹنے پر معاملہ عارضی طور پر رفع دفع ہوا مگر واقعہ اب بھی ہر ہوٹل، دکان، حمام اور ڈیروں پر ہر کسی کی زبان زد عام ہے۔ جماعت اہل سنت کے ضلعی ناظم عبدالجبار اور دیگر علماء کرام نے اس بل کو قرآن سنت اور آئین پاکستان سے متصادم ہونے کی تصدیق کرتے ہوئے اس قانون سازی کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

45ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس اور دعوتی جلوس

مجلس احرار اسلام حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی قیادت میں سب سے پہلے قادیان (ہندوستان) میں داخل ہوئی اور 23,22,21 اکتوبر 1934 کو تین روزہ احرار تبلیغ کانفرنس منعقد کی حضرت امیر شریعت کی تقریر کے بعد 17 قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔ اسی طرح (ربوہ) چناب نگر میں بھی سب سے پہلے جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ کی قیادت میں احرار ہی داخل ہوئے۔ قائد احرار مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ نے بڑی ہمت کر کے 1975 میں ربوہ ڈگری کالج کے ساتھ کسی حیلے سے جگہ خریدی اور قاری عبدالحئی عابدؒ اور مولانا محمد اسحاق سلیمیؒ کو ہمراہ لے کر پروگرام کیا۔ تا آنکہ 27 فروری 1976ء کو قافلہ سخت جاں نے ربوہ میں پہلی نماز جمعۃ المبارک کا اعلان کر دیا۔ حکومتی اداروں اور چھ ضلعوں کی پولیس نے ناکہ بندی کر کے فسطائیت کا مظاہرہ کیا۔ ہزاروں لوگ نہ پہنچ پائے، ان کو راستوں میں روک لیا گیا۔ حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ کسی طرح ہمت کر کے پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور جمعہ کی صبح مسلمانوں کی پہلی جامع مسجد ''احرار'' کا سنگ بنیاد رکھا۔ تقریر شروع کی کہ گرفتار کر لیے گئے۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ تشریف لائے۔ ہمارے سامنے مولانا سید عطاء المحسن بخاری حلیہ بدل کر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ تقریر شروع کی تو پولیس آگے بڑھی شاہ جی نے اپنے والد گرامی کے لہجے میں فرمایا کہ: میں پہلے تقریر کروں گا، پھر خطبہ دوں گا، پھر نماز پڑھاؤں گا، پھر گرفتاری دوں گا۔ چنانچہ بخاری کے فرزند نے ایسا ہی کیا۔ منظر آنکھوں کے سامنے اور دماغ کے کمپیوٹر میں نقش ہی نہیں محفوظ بھی ہے کہ سنگینوں کے سائے میں بخاری کے زمزموں نے کیا لطف دیا۔ یہ احرار کے ماضی کا منظر تھا۔ اب حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاریؒ کے بعد نواسہ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری کی قیادت میں قافلہ احرار رواں دواں ہے۔ ہمیشہ کی طرح امسال بھی 11-12 ربیع الاوّل 1444 مطابق 8-9 اکتوبر 2022 کو 45ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد احرار چناب نگر میں منعقد ہو رہی ہے۔ کانفرنس کی تیاریاں تیزی سے مکمل کی جا رہی ہیں۔ اشتہارات اور سرکلر روانہ ہو چکے ہیں، اس شمارے میں بھی اعلان اور تفصیل موجود ہے۔

احرار ساتھیوں اور قافلوں سے گزارش ہے کہ نظم وضبط کا خیال رکھیں اور خالص محبت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت کر کے آئیں تا کہ ہم لوگ حوصلے کے ساتھ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کو مزید آگے بڑھائیں۔ آمین!

ہیں احرار پھر تیز گام اللہ اللہ ہوئی تیغ حق بے نیام اللہ اللہ

مولانا محمد اکمل

ہدایات بسلسلہ ’’45ویں سالانہ دوروزہ احرار ختمِ نبوت کانفرنس‘‘

جامع مسجد احرار چناب نگر، ضلع چنیوٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.......................مزاج گرامی!

مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی 45ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس 12،11 ربیع الاول 1444 مطابق 9،8 اکتوبر 2022 بروز ہفتہ، اتوار جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ کے انتظامات کے حوالے سے مجلس احرار کی مرکزی مجلس عاملہ کی منظوری سے قائم کردہ منتظمہ کمیٹی کا اجلاس 18 ستمبر 2022 بروز اتوار چناب نگر میں مجلس احرار کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ مدظلہٗ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں کانفرنس کے انتظامات کے حوالے سے تمام امور کا جائزہ لیا گیا اور متعدد کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ مجلس منتظمہ کے طے کردہ امور سے چند ماتحت مجالس احرار اسلام پاکستان سے متعلق ہیں جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) کانفرنس کا پہلا استقبالیہ کیمپ چناب نگر اڈے پر ہوگا جس کا رابطہ نمبر یہ 0343-7110288 ہے۔ دوسرا استقبالیہ کیمپ اجتماع گاہ کے قریب ہوگا۔ آنے والے تمام قافلے دشواری کی صورت میں راستے کی معلومات دیے گئے نمبر سے حاصل کریں گے اور دوسرے استقبالیہ کیمپ میں پہنچ کر اپنے قافلے کی تعداد، علاقہ اور فون نمبر لکھوا کر اجتماع سے متعلق تمام تر ہدایات حاصل کریں گے۔

(۲) تمام شرکاء، بالخصوص مریضوں اور ضعفاء کے لیے مرکز کی جانب سے الگ کینٹین کا انتظام ہوگا۔ جہاں چائے، بیکری کا سامان، منرل واٹر اور کھانا قیمتاً دیا جائے گا۔ چائے فی کس 30 روپے اور کھانا 100 روپے ہوگا۔ جبکہ اجتماعی کھانے کا 20 روپے کا ٹوکن استقبالیہ سے حاصل کیا جاسکے گا۔

(۳) اجتماع گاہ سے متصل ہی احرار فری میڈیکل کیمپ لگایا جائے گا۔ کسی بھی مریض کو ایمرجنسی کی صورت میں ابتدائی طبی سہولت مہیا کی جائے گی۔

(۴) تمام ماتحت مجالس احرار کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اجتماع کی سیکورٹی کے لیے اپنے زیادہ سے زیادہ کارکن 11 ربیع الاول مطابق 8 اکتوبر ہفتہ کی صبح تک مرکز احرار چناب نگر پہنچا دیں اور اس حوالے سے اجلاس منعقد کر کے پیشگی اطلاع کے لیے اس 0301-7480087 نمبر پر رابطہ کرلیں گے۔

(۵) اجتماع گاہ میں کانفرنس فنڈ، ختم نبوت فنڈ، نقیب ختم نبوت اور مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے فنڈ کے حوالے سے مستقل کیمپ موجود ہوگا۔ تمام شاخیں حسب سابق وہاں پر مرکزی فنڈ اور دیگر عطیات وغیرہ جمع کروائیں گی۔

(٦) ملک بھر سے آنے والے قافلوں کی راہنمائی کے لیے اجتماع گاہ، پارکنگ ایریا سمیت دیگر تمام شعبوں سے متعلق ایک نقشہ ترتیب دیا گیا ہے جو تمام جماعتوں کے ذمہ داران کو بذریعہ وٹس ایپ بھیجا گیا ہے اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

(٧) استقبالیہ اور اسٹیج سے جلوس دعوت اسلام کے سلسلہ میں جو ہدایات جاری کی جائیں ان پر عمل کریں، علماء کرام، مبلغین ختم نبوت، قائدین احرار کے بیانات کو دلجمعی سے سماعت فرمائیں باہر گھومنے پھرنے سے اجتناب کریں۔ اپنے وقت اور مبارک سفر کو قیمتی بنائیں۔

اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو کامیاب فرمائیں، حاسدین کے حسد، مفسدین کے فساد اور مفتنین کے فتنہ سے محفوظ رکھیں اور نظر بد سے بچائیں آمین

والسلام

محمد اکمل

ناظم اجتماع، احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

ترکِ قادیانیت اور قبولِ اسلام

(25 ستمبر 2022) مجلس احرار اسلام جرمنی کے صدر سید منیر احمد شاہ بخاری کی محنت اور مزید توجہ دلانے، حافظ محمد خاور، مولانا عباس کی پرخلوص دعوت پر مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب ناظم تبلیغ ڈاکٹر محمد آصف اور ناظم پنجاب مولانا تنویر الحسن احرار، کیرنوالہ شمالی ضلع گجرات آئے اور سید نسیم احمد شاہ ولد سید صابر علی شاہ سے تین گھنٹے کی طویل ملاقات کی۔ الحمد للہ سید نسیم احمد شاہ نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا۔ جبکہ اس سفر میں گجرات کے مختلف علاقوں میں دیگر قادیانیوں سے بھی ملاقاتیں کیں اور ان کو لٹریچر مہیا کیا غور وفکر اور تحقیق کی دعوت دی۔ اللہ سب کو ہدایت نصیب فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اقدس سے جوڑ دیں۔ آمین

(26 ستمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب ناظم تبلیغ ڈاکٹر محمد آصف اور ناظم پنجاب مولانا تنویر الحسن احرار نے ماڈل ٹاؤن گجرات میں احرار رہنماء حافظ محمد کاظم کے ذریعہ قادیانی جماعت سے وابستہ سمیع اللہ ایڈووکیٹ اور ان کی اہلیہ سے ملاقات کی۔ ان کو قادیانی جماعت کی عقائد باطلہ اور مرزا غلام قادیانی کی دسیسہ کاری اسی کی کتب سے دکھائیں۔ جناب سمیع اللہ ایڈووکیٹ صاحب نے اپنی اہلیہ سمیت قادیانیت کے کفر کو سمجھ کر اسلام قبول کرلیا۔

حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم

شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سرپرست

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم کی شخصیت ملک کے تمام حلقوں میں قابل احترام ہے، آپ کے وجود سے ہزاروں لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی اور مشائخ خانقاہ سراجیہ کا دینی وروحانی فیض پوری آب وتاب کے ساتھ جاری ہے۔

29 محرم الحرام 1444ھ/28 اگست 2022ء کو محترم راؤ عبدالروف صاحب کی رہائش گاہ لاہور میں حضرت مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے ہمیشہ کی طرح محبت وشفقت سے نوازا مجلس احرار اسلام کے شعبہ دعوت وتبلیغ کے مرکزی نائب ناظم ڈاکٹر محمد آصف نے اپنی تازہ تبلیغی سرگرمیوں اور کامیابیوں کی روداد پیش کی اور دعاؤں کی درخواست کی، حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم نے خوشی کا اظہار فرمایا، دعوتی کام کے حوالے سے نہایت قیمتی مشورے ارشاد فرمائے اور دعاؤں سے نوازا۔ اس موقع پر میں نے حضرت کی خدمت میں درخواست پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ:

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کی روداد سن کر بیس سال کے لیے رکنیت فیس ادا کی اور اپنی وفات تک مجلس احرار اسلام کی سرپرستی ورہنمائی فرماتے رہے۔

خانقاہ سراجیہ سے بھی حضرت امیر شریعت کا تعلق بہت گہرا تھا، حضرت اعلی مولانا احمد خان نور اللہ مرقدہ اور حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ نور اللہ مرقدہ نے اپنے اپنے عہد میں مجلس احرار اسلام کی سیاسی، دعوتی اور تحفظ ختم نبوت کے لیے مساعی کی بھرپور تائید، رہنمائی اور سرپرستی فرمائی۔ پھر حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آخر وقت تک ہماری رہنمائی وسرپرستی فرمائی۔

اس پس منظر کے عرض کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ آپ بھی مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی قبول فرمائیں، اس کار عظیم میں ہماری رہنمائی فرمائیں اور اپنی دعاؤں سے نوازیں۔

حضرت نے میری درخواست قبول فرمائی اور دعاؤں سے رخصت فرمایا، الحمدللہ ثم الحمدللہ

سید محمد کفیل بخاری

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

28 اگست 2022، بروز اتوار

حال وارد ایوان احرار لاہور

مولانا محمد مغیرہ

دنیا بھر میں ختم نبوت کی صدائیں

7 ستمبر کو یوم ختم نبوت تزک واحتشام سے منایا گیا

1920 میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے مرزا بشیر الدین محمود آنجہانی کا جلسہ الٹا اور اسے راہ فرار اختیار کرنا پڑی۔ 1931,32 میں احرار نے کشمیر پر قبضے کے قادیانی منصوبے کو خاک میں ملایا۔ 1934 میں قادیان دارالکفر والضلال میں احرار فاتحانہ داخل ہوے۔ 1935 کے شہرہ آفاق مقدمہ بہاولپور جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے کے حوالے سے جج محمد اکبر خان مرحوم نے فیصلہ سنایا۔ تحریک پاکستان کے دوران اور قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیوں کو بھانپ کر مجلس احرار اسلام نے 1953 میں تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت برپا کی اور دس ہزار مسلمانوں نے خاتم النبیین سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر جانوں کے نذرانے پیش کیے اور اس پاک دھرتی کو اپنے پاک و پوتر، مقدس و معطر خون سے سینچا۔ تحریک کو وقت کے فراعنہ نے کچل دیا لیکن سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اس تحریک کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں میں ایسی روح پھونکی اور ایسا جذبہ بیدار کیا کہ جب 1974 میں قادیانیوں نے چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر تشدد کیا تو میں ملک بھر میں انتقام وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مجلس احرار اسلام کی قیادت، ابناء امیر شریعت سمیت دیگر تمام جماعتوں نے متحدہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے تحریک شروع کی اور 7 ستمبر کو اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اسمبلی کے فلور پر قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا فیصلہ سنایا اور اس کو ہمیشہ کے لیے آئین پاکستان کا حصہ بنادیا۔

مجلس احرار اسلام نے حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے مزار واقع جلال باقری قبرستان ملتان میں تین روزہ کیمپ لگایا اور ملک اطراف و جوانب سے مسلمانوں کے قافلے، دینی و سیاسی شخصیات غرض ہر طبقہ کے لوگ آتے شاہ جی کو سلام عقیدت پیش کرتے۔ مجلس احرار اسلام نے تب سے اس دن کو منانے کا رواج دیا اور اب احرار رہنماؤں کی محنت ثمر آور ہوئی کہ پاکستان نہیں بلکہ دنیا بھر میں اس دن باقاعدہ طور پر منایا جانے لگا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

الحمد للہ اس سال بھی مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ملتان، لاہور، چیچہ وطنی، کراچی، چناب نگر، تلہ گنگ، چنیوٹ، گجرات، ڈیرہ اسماعیل خان، کلورکوٹ، کروڑ لعل عیسن، جتوئی، جھنگ، کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، گوجرانوالہ، جلال پور، رحیم یار خان سمیت ملک و بیرن ملک جرمنی سید منیر احمد بخاری (امیر مجلس احرار جرمنی)، ڈنمارک، برطانیہ، سعودیہ، امریکہ سمیت دیگر ممالک میں بھی یوم ختم نبوت پر تقریبات و سیمینارز منعقد کیے گئے۔ الحمد للہ حضرت امیر شریعت کی جماعت مجلس احراران کے مشن کو لے کر پہلے سے زیادہ منظم اور مؤثر طریقے سے آگے بڑھ رہی ہے۔ آپ مجلس احرار کی اس جدوجہد میں شامل ہوں اور معاون بنیں اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے محافظوں میں شامل ہو کر شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق ٹھہریں۔

سید محمد کفیل بخاری

’’فخر ہوتا ہے قبیلے کا سدا ایک ہی شخص‘‘

جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کوئی بھی بڑی شخصیت بجا طور پر اپنے خاندان، قبیلے یا جماعت کے لیے قابل فخر ہوتی ہے۔ یہ فخر یقیناً اس شخصیت کے تقویٰ وتدیّن، قابل تقلید کردار و عمل، فکرونظر کی راستی و بلندی اور فہم وتدبر کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ ایسی مثالیں بہت کم ہوتی ہیں کہ کسی بڑے شخص کی اولاد بھی اس کی جانشینی کا حق اداء کرے۔ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اپنے خاندان میں واحد فرد تھے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں میں بہت ممتاز کر دیا تھا۔ انہیں اتنی شہرت اور عزت عطاء کی کہ کئی پشتوں میں اس کی مثال ناپید ہے۔ پورا برصغیر ان کی شخصیت کے سحر کا اسیر تھا۔ لاکھوں انسانوں کو ان کے وجود سے ہدایت ملی اور لاکھوں دل ان کی محبت میں آج بھی دھڑ کتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطاء کیا تو ایسا کہ جس نے اپنے علم وعمل اور ایثار وکردار سے اپنے خاندان اور اسلاف کا نام روشن کر دکھایا۔ ایسا بیٹا کہ جس پر ماں باپ اور اساتذہ فخر کرتے اور ان کی علمی صلاحیتوں پر رشک کرتے۔ وہ قبیلۂ احرار کے منفرد شخص تھے۔ ہمارے مرشد ومربّی حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ صحیح معنوں میں اپنے عظیم والدین اور اساتذہ کے جانشین تھے۔ وہ ایسے خوش بخت انسان تھے کہ ان کے علم وحافظہ پر ان کے عظیم باپ اور اساتذہ بھی ناز کرتے تھے۔ وہ اپنے کردار و عمل میں اسلاف کی تصویر اور فکر احرار کے سچے وارث و امین تھے۔ انہوں نے ایک بھرپور زندگی گزاری اور حیات مستعار کو تبلیغ دین کے لیے وقف کیے رکھا۔ حضرت مولانا سید ابوذر بخاری، ۱۳؍ دسمبر ۱۹۲۶ء کو امرتسر کے محلّہ کڑہ مہاں سنگھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ والدہ ماجدہ سے تعلیم قرآن کریم کا آغاز کیا اور پھر اپنے وقت کے جید قاری وعالم حضرت قاری کریم بخش رحمہ اللہ سے قرآن کریم حفظ کیا۔

وہ اپنے احوال کے متعلق اکثر فرمایا کرتے:

’’حفظ قرآن کریم مکمل کرنے کے بعد اماں جی میری تعلیم کے متعلق بہت متفکر تھیں۔ ابا جی اپنے دینی وقومی اور سیاسی مشاغل میں اس قدر مصروف کہ مہینوں گھر نہ آتے اور ایسا بھی ہوتا کہ وہ کسی جلسے میں تقریر سے فارغ ہوئے تو گرفتار ہو گئے۔ مقدمہ چلا، سزا ہوئی اور وہ قید کاٹ کر رہا ہوئے تو گھر آئے۔ ان حالات میں میرا فارغ رہنا اماں جی

کے لیے بہت ہی فکر کی بات تھی۔ ابا جی کی زندگی تو انگریز کے خلاف جہاد کے لیے وقف تھی۔ ریل اور جیل ان کی زندگی کا حصہ بن گئے تھے۔ سفر اور مسلسل سفر، تقریریں اور پھر جیل...... گھر میں اماں جی اور میرے حقیقی اور اکلوتے ماموں سید عبدالحمید شاہ بخاری رحمہ اللہ میری نگرانی کرتے۔ میری تربیت میں ان دو شخصیتوں نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔

ابا جی حسبِ معمول سفر سے واپس آئے تو اماں جی نے انہیں میری تعلیم کی طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ وہ مجھے ساتھ لیکر دارالعلوم دیو بند پہنچے۔ اسی موقع پر مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا سید حسین احمد مدنی اور دیگر اکابر رحمہم اللہ کی زیارت وملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے دسترخوان پر ہم سب اکٹھے تھے۔ مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ بہت پر جوش اور انقلابی مزاج کی شخصیت تھے۔ وہ ملک کے سیاسی معاملات میں بعض علماء کی خاموشی اور حکمت عملی کے سخت خلاف تھے اور ان کے اس رویّے کے خلاف برس رہے تھے۔ ان کا ایک جملہ آج تک کانوں میں گونج رہا ہے۔ مولانا حسین احمد مدنی سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے:

''حسین احمد، میرا جی چاہتا ہے میں ان مولویوں کو بم سے اڑا دوں''

وہ دیوانوں کی طرح یہ جملہ بار بار دھرا رہے تھے اور حضرت مدنی نہایت حلم و بردباری سے مولانا سندھی کی باتیں سن رہے تھے کہ یہ باتیں محض اخلاص اور للھیت پر مبنی تھیں۔ عبیداللہ سندھی کا سچا درد اور دینی انقلاب برپا کرنے کی تڑپ تھی۔ حضرت مدنی جواباً سر ہلاتے اور فرماتے:

''جی حضرت، آپ سچ فرما رہے ہیں ان کا یہی علاج ہے''

ابا جی کو حضرات اکابر میں مصروف پا کر میں دارالعلوم کے قبرستان میں پہنچ گیا۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور دیگر اکابر کے مزارات پر حاضر ہوکر دعاءِ مغفرت کی اور پھر اپنے خاندان اور اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کے محسن حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی قبر کے پاس بیٹھ گیا۔ زیادہ دیر ہوئی تو میری تلاش شروع ہوگئی۔ اور متلاشی مجھ تک پہنچ گئے۔ میں واپس آیا تو ابا جی نے پوچھا، بیٹا کہاں چلے گئے تھے؟ عرض کیا، آپ کے حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے پاس۔ ایسا محسوس ہوا کہ حضرت شاہ صاحب فر مارہے ہیں ''بیٹا میرے پاس بیٹھے رہو'' میں ان کی قبر کے پاس بیٹھ کر بہت دیر روتا رہا اور ان کی جدائی کے احساس میں ڈوب گیا۔ ابا جی بہت خوش ہوئے، مجھے دعاء دی، ''اللہ تمہیں انور شاہ کی گدی پر بٹھائے''

دیو بند سے سہارنپور پہنچے، مظاہر العلوم دیکھا، ابا جی نے پوچھا، بیٹا کس مدرسہ میں پڑھو گے؟ عرض کیا دیو بند اور سہارنپور میں تو طبیعت آمادہ نہیں ہورہی۔ وہاں سے جالندھر پہنچے اور حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کے مدرسہ خیر المدارس میں حاضر ہوئے۔ میں نے ابا جی سے کہا۔ میں اس مدرسہ میں پڑھوں گا۔ ابا جی نے حضرت مولانا

خیر محمد کو میری اس خواہش سے مطلع کیا تو وہ فرمانے لگے ''الحمدللہ، ہماری آرزو پوری ہوگئی''۔ انھوں نے بتایا کہ ''میں اور میری اہلیہ دونوں ایک عرصہ یہ دعاء کرتے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شاہ جی کے بیٹے کو دین پڑھانے کی توفیق دے۔ اے اللہ، شاہ جی کا یہ بیٹا ہمیں دے دے۔ آج ہماری دعاء قبول ہوگئی ہے۔

غالباً ۱۹۴۰ء میں آپ مدرسہ خیر المدارس جالندھری میں داخل ہوئے۔ تعلیم کے آخری سال تقسیم ملک کا معاملہ پیش آ گیا۔ چنانچہ ان کا ایک تعلیمی سال ضائع ہوگیا۔ ۱۹۴۸ء میں خیر المدارس ملتان میں منتقل ہوا تو وہ سند فراغ حاصل کرنے والی دورۂ حدیث کی پہلی جماعت میں شامل تھے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا اور ان کی خاص شفقتوں، عنایات اور توجہات کا مرکز ومحور رہے۔ استاذ محترم کے حکم سے خیر المدارس ملتان میں چند برس حدیث، فقہ اور ادب کے اسباق بھی پڑھائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے محلّہ کی مسجد عائشہ میں ''مدرسہ حریت اسلامیہ'' قائم کیا۔ پھر اپنی جگہ مل گئی تو اس میں ''مدرسہ احرار اسلام'' قائم کیا۔ اسی مدرسہ میں ''معاویہ سیکنڈری سکول'' بھی قائم کیا۔ آج کل یہاں مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کا قائم کردہ مدرسہ معمورہ ہے۔ اور یہ جگہ ''دار بنی ہاشم'' کے نام سے معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نہایت اعلیٰ علمی وادبی ذوق عطا فرمایا تھا۔ اپنے اسی ذوق کی تحریک پر انہوں نے ۱۹۵۰ء میں ایک ادبی تنظیم ''نادیۃ الادب الاسلامی'' قائم کی۔ ان کی علمی وجاہت، وسعت مطالعہ، سحر طراز شخصیت اور بے پناہ صلاحیتوں کی وجہ سے ہر سطح کے لوگ ان سے متاثر ہوئے، اور پڑھے لکھے باشعور نوجوان علماء کا ایک حلقہ ان کے گرد جمع ہوگیا۔ ''نادیۃ الادب الاسلامی'' میں ایسے ہی لوگ شامل تھے۔ اس تنظیم کے تحت ایک معیاری ادبی مجلّہ سہ ماہی ''مستقبل'' جاری کیا۔ مستقبل میں شامل ان کی نگار شات اور ان کے رفقاء فکر کی تحریری کاوشوں سے ایک زمانہ متاثر ہوا، ایک نسل نے ان کی صلاحیتوں سے استفادہ کیا اور اہل دانش نے خراج تحسین پیش کیا۔ پھر سہ روزہ ''مزدور'' جاری کیا، مزدوروں کے حقوق کے لیے ''اسلامک ٹریڈ یونین بنائی'' اور اسلام میں مزدوروں کے حقوق وفرائض کے حوالے سے ایک وقیع علمی مقالہ ''اسلام اور مزدور'' کے عنوان سے لکھا۔ کسانوں کے حقوق کے لیے ''اسلامی کسان کمیٹی بنائی'' ''اسلام اور کسان'' کے عنوان سے تحقیقی مضمون لکھا۔ مجلس احرار اسلام کے ترجمان روز نامہ ''آزاد'' لاہور میں ان کے نثر شہ پارے، نظمیں اور غزلیں شائع ہوتی رہیں۔ احرار کے ایک اور ترجمان روز نامہ ''نوائے پاکستان'' کے شعبہ ادارت کے رکن رکین رہے اور ان کی نگار شات اس میں بھی شائع ہوتی رہیں۔ مولانا مجاہد الحسینی رحمہ اللہ آپ کے رفیق خاص تھے۔ ان کی ادارات میں شائع ہونے والے اخبار ''غریب'' میں بھی ان کے قلم سے بعض مضامین نکلے ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں روپوش رہ کر کام کرنے والوں میں مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کے بعد وہ دوسرے آدمی تھے جنہوں نے روپوشی کے ایام

میں تحریک کے اسیر رہنماؤں سے جیل میں رابطہ قائم رکھا اوران کی ہدایات پرعمل پیرا ہوکر تحفظ ختم نبوت کا محاذ سرگرم رکھا۔ حکومت پاکستان اپنی ساری کوششوں کے باوجود انہیں گرفتار نہ کرسکی۔ ۱۹۶۰ء میں مرشد گرامی حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہ نے خلعت خلافت عطاء فرمائی۔ ۱۹۶۱ء میں حج کی درخواست منظور ہوئی مگر والد ماجد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی شدید علالت کے باعث سفرحج ملتوی کردیا۔ پھر اپنی شدید خواہش کے باوجود وسائل نہ ہونے کی وجہ سے وہ تمام عمر حج نہ کرسکے۔ ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء میں حضرت امیر شریعت کا انتقال ہوگیا۔ مجلس احرار اسلام پر ان دنوں پابندی تھی۔ آپ نے ''مجلس خدام صحابہ'' کی بنیاد رکھی اوراس کے ساتھ ساتھ جماعت کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر دادِ شجاعت دیتے رہے۔ انہی دنوں ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ تا عصر لوہاری گیٹ ملتان کے ایک وسیع میدان ''گپ گا زراں'' میں ہفتہ وار درس قرآن کریم کا آغاز کیا اور علم وعرفان کے موتی بکھیرتے رہے۔ تب ان کا عہد شباب تھا۔ اس دور کے دروس میں نوجوانوں کا ایک جم غفیر ستاروں کی طرح اس ماہتاب علم کے گرد جمع ہوگیا۔ سینکڑوں نوجوانوں کی زندگیاں بدل گئیں اوران کے افکار وعقائد کی اصلاح ہوئی۔ ۱۹۶۲ء میں سیاسی جماعتوں سے پابندیاں ختم ہوئیں تو مجلس احرار اسلام کی تنظیم نو کے لیے متحرک ہوگئے۔ اس وقت حضرت شیخ حسام الدین رحمہ اللہ احرار کے قائد تھے۔ انہی کی قیادت میں بقاء احرار کے لیے سرگرم ہوئے اوراپنی تمام توانائیاں صرف کردیں۔ تب آپ مجلس احرار اسلام کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں آپ نے جماعت کا منشور اور دستور لکھا جوان کی علمی صلاحیتوں کا شاہکار ہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں احرار کی روایات کے ساتھ قائدانہ کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۵ء میں جماعت کے مرکزی امیر چن لیے گئے اور ۸۲ء تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ ۲۶ فروری ۱۹۷۶ء کو دارالکفر والارتداد ''ربوہ'' (چناب نگر) کی تاریخ میں پہلی بار اجتماع جمعہ منعقد کیا اور مسلمانوں کی پہلی مسجد، ''جامع مسجد احرار'' کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۹۰ میں فالج کا حملہ ہوا، اس کے بعد مسلسل مختلف عوارض کا شکار ہوتے رہے۔ ۱۹۹۴ء اور ۱۹۹۵ میں بیماری نے شدت اختیار کرلی اور فالج کے تقریباً تین حملوں سے ان کی صحت تباہ ہوگئی اور پھر وہ بستر علالت سے اٹھ نہ سکے۔ بالآخر ۲۷/۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۳/۲۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء، پیر اور منگل کی درمیانی شب دس بج کر چالیس منٹ پر تقریباً ستر برس کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک آفتابِ علم افق کے اس پار چلا گیا جہاں سے لوٹ کر کبھی کوئی نہیں آیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃً

اب ہمارے کان اُن کی صداء حق سننے کے لیے ہمیشہ ترستے رہیں گے۔ لیکن احرار کارکنوں کا یہ عزم مُصمّم ہے کہ وہ شاہ جی کے روشن کیے ہوئے چراغ کو گل نہیں ہونے دیں گے اور پوری ہمت وجرأت کے ساتھ حق وصداقت کا علم بلند رکھیں گے۔ (ان شاء اللہ)

مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ احرار کی متاعِ عزیز تھے۔ وہ ایک مفکر جید عالم دین، شیخ طریقت اور منفرد لہجے کے قادر الکلام شاعر تھے۔ شعروادب اور خطابت میں انہیں جو مقام ومرتبہ حاصل ہوا وہ اس میں یکتا تھے۔ انہیں مجلس احرار اسلام سے لازوال محبت تھی۔ وہ مجلس احرار اسلام کو شہداءِ ختم نبوت کی وراث اور نشانی سمجھتے تھے۔ ان کا عزم تھا کہ وہ اس چراغ کی لو کو کبھی مدھم نہ ہونے دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے دوستوں کی بے وفائیوں، ہم عصروں کی چیرہ دستیوں اور سازشوں کے علی الرّغم احرار کا علم بلند رکھا۔

انہوں نے تصنیف وتالیف کے میدان میں اپنی خداداد صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اور پچاس کے قریب تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ تاریخ، علم الانساب، ادب، لغت، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت ازواج و اصحاب رسول علیہم الرضوان ان کے خاص موضوعات تھے۔ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے پاکستان میں ۱۹۶۱ء میں یوم معاویہ رضی اللہ عنہ کا جلسہ منعقد کیا اور اس کے لیے بعض نادان دوستوں اور نادشمنوں کی شدید مزاحمت کے مقابلے میں کوہ استقامت بن گئے۔ پاکستان کی تاریخ میں وہ دفاع صحابہ رضی اللہ عنھم کی تحریک کی پہلی، منظّم اور طاقتور آواز تھے۔ وہ اپنے مؤقف کے اظہار کے لیے کبھی کسی سے مرعوب نہ ہوئے۔ جس بات کو حق سمجھا اسے بلاخوف تردید بیان کیا۔

جانشین امیر شریعت، قائد احرار، حضرت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ مجلس احرار اسلام کے مرشد بھی تھے اور مجدّد بھی۔ وہ احرار بلکہ امت مسلمہ کے فکری محسنوں میں سے تھے۔ اپنے علم وتقویٰ اور جہد وعمل کے حوالے سے وہ خاندانِ امیر شریعت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کے ہم عصر تو بہت تھے، ہم سر کوئی نہ تھا۔

میں نے ہوش سنبھالا تو ان کے بال سیاہ تھے اور شعور آیا تو سفید ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی ستر برس کی حیات مستعار میں سے پچاس برس دین کی تعلیم وتبلیغ میں صرف کیے۔ وہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ جیسے عظیم باپ کے بیٹے تھے اور انہوں نے باپ کے کردار وعمل کو اپنی سیرت میں منعکس کرلیا تھا۔ وہ بجا طور پر جانشین امیر شریعت تھے۔

سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کو ہم سے جدا ہوئے 27 برس بیت گئے ہیں۔ وہ زندہ تھے تو زندہ لفظوں میں بولتے تھے۔ آج وہ ہم میں موجود نہیں لیکن ان کے زندہ الفاظ ہمارے کانوں سے ٹکرا رہے ہیں، ہمیں بیدار وخبردار کر رہے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ان کی تقریروں کی گونج آج بھی سنائی دیتی ہے۔ انہوں نے جو کہا اس پر عمل کیا۔ انہوں نے عقیدۂ توحید بیان کیا، مقام ومنصب ختم نبوت پر سیکڑوں تقریریں کیں، منصب ازواج واصحاب رسول علیہم الرضوان کے دفاع میں ہزار بار خطاب کیا اور ہزاروں صفحات لکھے۔ وہ اصول وعقائد پر کسی سے سمجھوتے کے لیے کبھی تیار نہ

ہوئے۔ بعض لوگوں نے اُن کی قرآن فہمی، حدیث شناسی، تاریخ دانی اوران کی استقامت، شجاعت، علمیت، فقاہت، خطابت، فصاحت و بلاغت، ادبی وشعری کمال، بلند فکری، حسن نگارش، حسن اخلاق اور وسیع الظرفی جیسی طاقتور صلاحیتوں کا اعتراف کرنے کی بجائے ان کا حریف بننا پسند کیا اور اپنی شکست کا یوں اعتراف کیا کہ ان پر پھبتیاں کسیں، اُن کا مذاق اڑایا، اُن کا راستہ روکا حتیٰ کہ گالی گلوچ سے بھی گریز نہ کیا......مگر وہ تو استقامت کا کوہ گراں تھے۔ وہ نہ کسی سے مرعوب ہوئے اور نہ انہوں نے اپنا راستہ چھوڑا۔ وہ اس آگ کے دریا کو مسکرا کر عبور کر گئے اور ان کے پیچھے ایک گلزار کھل گیا۔

سید ابوذر بخاری کے مخاطب صرف ’’حلقۂ احرار‘‘ کے لوگ ہی نہیں تھے۔ وہ سب سے مخاطب ہوئے۔ انہوں نے خطاب نہیں کیا، درس دیا ہے، سبق پڑھایا ہے اور اپنے مخاطبین کو علم وشعور سے آشنا کیا ہے۔ سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ اپنے ہم عصروں میں شاید واحد شخص ہیں جنہوں نے اپنے ان پڑھ مخاطبین کو عالم بنادیا۔ آج میں یہ چند سطور اگر لکھ رہا ہوں تو یہ اسی محسن ومربّی کا فیض ہے۔ تقریر وخطاب کی نعمت انہی کی تقریروں کی سماعت کا اثر ہے۔ وہ اپنے بعد لشکر احرار میں جواں فکر، جواں عزم اور جواں ہمت نو جوانوں کی بہادر فوج چھوڑ کر گئے ہیں۔ وہ اپنی فوج سے الوداع ہوتے وقت بہت مطمئن تھے کہ............

میرے سپاہی

میرے جوان

میرے وارث

میرے فکر کے امین ہیں، میرے مشن کے مبلغ ہیں، میری جماعت مجلس احرار اسلام کو زندہ رکھیں گے اور پرچم احرار، پرچم ختم نبوت کو سرنگوں نہیں ہونے دیں گے۔

سیدی ومرشدی!

ہم نے آپ سے جو عہد کیا تھا اسے ایفا کریں گے۔ ہم آپ کے سامنے شرمندہ نہ ہوں گے اور روز محشر لواء الحمد کے زیر سایہ آپ کے ساتھ ہوں گے۔ ان شاء اللہ..................

مختصر احوال و تعارف

مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۷؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۵ھ / ۱۳؍ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز پیر، امرتسر

ابتدائی تعلیم: آغاز حفظِ قرآن از والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا

تکمیل حفظِ قرآن: حضرت حافظ شمس الحق رحمۃ اللہ علیہ (امرتسر) ۱۹۳۷ء

تجوید و قراءت: حضرت قاری کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ (امرتسر) ۱۹۳۸ء

آغازِ تعلیم درسِ نظامی: مسجد شیخ بڈھا، شاخ مدرسہ نعمانیہ (امرتسر) ۱۹۳۹ء ——— ۱۹۴۰ء

بقیہ تعلیم: جامعہ خیر المدارس، جالندھر ۱۹۴۱ تا ۱۹۴۷ء

تکمیل دورۂ حدیث: جامعہ خیر المدارس، ملتان ۱۹۴۸ء

تدریس: جامعہ خیر المدارس، ملتان ۱۹۴۹ء ——— ۱۹۵۰ء

مدرسہ حریّت الاسلامیہ (مسجد عائشہ، ملتان) ۱۹۵۱ء ——— ۱۹۵۲ء

مدرسہ احرار اسلام (دارِ بنی ہاشم، ملتان) ۱۹۵۴ء ——— ۱۹۶۲ء

معاویہ سیکینڈری سکول (دارِ بنی ہاشم، ملتان) ۱۹۶۶ء ——— ۱۹۶۷ء

اساتذۂ کرام: والدہ ماجدہ، حافظ شمس الحق، قاری کریم بخش، مولانا خیر محمد جالندھری، مفتی ممتاز احمد تھانوی، مولانا محمد عبداللہ رائے پوری، حضرت مولانا سراج الدین، حضرت مولانا عبدالرحمن کیمل پوری رحمہم اللہ

اساتذۂ شعر: مولانا عظامی تلمیذ مولانا گرامیؒ، جگر مراد آبادیؒ

بیعت و خلافت: حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ

تصانیف: مجمع المصادر العربیہ، کانِ پارسی، الخطبات (جمعہ و عیدین و نکاح)، طلوعِ سحر (مجموعہ خطبات و تقاریر) احکام و مسائل (جمعہ، عید الفطر، عید الاضحیٰ، نکاح، عقیقہ، قنوتِ نازلہ، نمازِ استسقاء وغیرہ)، سواطع الالہام (مرتبہ شعری مجموعہ حضرت امیر شریعتؒ)، رعدِ فغاں (غیر مطبوعہ شعری مجموعہ)، اسلام اور کسان، اسلام اور مزدور، سوانح چودھری افضل حقؒ، سوانح شیخ حسام الدینؒ، مقدماتِ امیر شریعت، منشور مجلس احرار اسلام، دستور مجلس احرار اسلام، دستور مجلسِ خدّامِ صحابہ، دستور تحریک طلباء اسلام

مدیر، رسائل و جرائد: سہ ماہی ''مستقبل'' ملتان ۱۹۴۹ء ——— ۱۹۵۱ء سہ روزہ ''مزدور'' ملتان ۱۹۵۲ء

پندرہ روزہ ''الاحرار'' لاہور ۱۹۷۰ء ——— ۱۹۹۵ء

تنظیمی وابستگی: مجلس احرار اسلام پاکستان

تحریکوں میں حصہ: تحریک مقدس تحفظِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء ——— ۱۹۷۴ء

مختلف تنظیموں کا قیام: اسلامک ٹریڈ یونین (مزدور تنظیم) اسلامی کسان کمیٹی، نادیۃ الادب الاسلامی (ادبی تنظیم)

انتقال: ۲۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ / ۲۳؍ اکتوبر ۱۹۹۵ء ملتان

نمازِ جنازہ: امامت حضرت مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ (سپورٹس گراؤنڈ ملتان)

تدفین: قبرستان جلال باقری، در پہلوِ والدِ ماجد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

نوراللہ فارانی

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی برجستہ گوئی

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خطیبانہ معرکے تو جگ ظاہر ہیں، ان کی برجستہ گوئی اور حاضر جوابی کا بھی ان کے معاصرین نے بڑے شدومد سے تذکرہ کیا ہے۔ شورش کاشمیری کے بقول ''شاہ جیؒ لطیفہ بازی اور برجستہ گوئی میں اتنے مشاق تھے کہ سارے برِعظیم میں ان کی ٹکر کا ایک آدمی نہ تھا۔ حاضر جوابی اور برجستہ گوئی میں اتنے مستعد کہ ان سے کئی کتابیں مرتب ہوسکتی تھیں۔'' میں نے شاہ جیؒ کے حوالے سے اپنا حاصل مطالعہ اس موضوع پر جمع کر دیا ہے ایک مختصر سا مجموعہ بن گیا ہے اس غیر مطبوع مجموعہ سے قارئین ''ماہنامہ نقیب ختم نبوت'' کے تفنن طبع کے لیے چند اوارق پیش ہیں۔ (نوراللہ فارانی)

حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ میں فرق:

ایک بار کسی نے دریافت کیا کہ: حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ میں کیا فرق ہے؟

فرمایا: ''خدیجہؓ کا نکاح محمد بن عبداللہ سے ہوا اور عائشہؓ کی شادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی وہ محمد کی زوجہ بنیں یہ نبوت کی زوجہ بنیں''۔ (1)

حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ اس بات پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''فرق مراتب کی یہ کس قدر بلند تعبیر ہے؟ جو عطاء اللہ ہی کا حصہ ہے۔'' (2)

کونسی کتاب پڑھنا لازمی تھی: ایک دفعہ لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''تمھارے ایک بڑے لیڈر نے کسی سے کہا ہے۔ بخاری سے پوچھو۔ اس نے انڈیا ایکٹ پڑھا ہے؟ میں نے کہلا بھیجا، میں نے انڈیا ایکٹ نہیں پڑھا، تم نے قرآن نہیں پڑھا، فیصلہ اللہ میاں کی عدالت میں ہوگا کہ کونسی کتاب پڑھنا لازمی تھی۔'' (3)

ہماری تو زندہ بھی نہیں سنتے:

ایک موقع پر حضرت امیرِ شریعتؒ سے کسی نے سوال کیا کہ شاہ جی یہ مردے سنتے ہیں کہ نہیں؟ آپ نے برجستہ جواب دیا ''سنتے ہوں گے جن کی سنتے ہوں گے، ہماری تو زندہ بھی نہیں سنتے''۔

حاضرین ہنس پڑے، مسئلہ ختم ہوگیا۔ (4)

جی! بیت المقدس:

شہر مظفر گڑھ کے ایک صاحب، حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے جیل میں ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اور دوران ملاقات عرض کیا ''حضرت قبلہ! بخیریت ہیں آپ'' حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا:۔ جی! بیت المقدس۔ ملاقاتی نے شرماتے ہوئے کہا۔ جی میں بیت المقدس تو نہیں ہوں یہ سن کر شاہ صاحب نے فرمایا کہ ''پھر میں قبلہ کہاں سے ہوں۔'' (5)

گاؤ اور خر کا ہی تصور تھا:

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران شاہ صاحبؒ اپنے میزبان حاجی مولا بخش سومرو کی رہائش گاہ متصل مزار قائداعظم میں قیام پذیر تھے، نماز مغرب کے بعد شاہ صاحبؒ اپنے معمول کے مطابق اوراد و وظائف میں محو تھے کہ عبدالمجید سالک اور مجید لاہوری کمرے میں داخل ہوئے تو شاہ صاحبؒ کو دیکھتے ہی سالک نے یہ شعر پڑھا ؎

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

شاہ جیؒ نے اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد سالک صاحب کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا:۔ ہاں سالک صاحب! اس وقت جب تم دونوں کمرے میں داخل ہوئے تو گاؤ اور خر کا ہی تصور تھا۔ مجید لاہوری طنز و مزاح میں یگانہ روزگار تھے، فوراً ہاتھ جوڑ کر بول اُٹھے شاہ جیؒ! میں تو آپ کی گائے ہوں۔ (یعنی سالک ''خر'' ہیں) اس پر سالک صاحب کھسیانے ہو کر رہ گئے اور مجلس قہقہوں سے کلیوں کی مانند چٹک گئی۔ (6)

اس کا ترجمہ بھی پھر یوں کرو:

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا ترجمہ ایک جاہل نے یوں کیا ''اِنَّ'' تحقیق ''مَااَنَا'' نہیں میں ''بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ'' ''بشر تمہاری طرح حالانکہ یہ قرآن کریم کی کھلی تحریف تھی مگر شاہ صاحبؒ نے دوسری طرح جواب دیا آپ نے فوراً فرمایا کہ اسی آیت میں آگے آتا ہے ''اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ'' کہ تمھارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔ اس کا ترجمہ بھی پھر یوں کرو ''ان ما الٰھکم'' تحقیق نہیں معبود تمھارا ''اللہ واحد'' ایک معبود۔ یہ سن کر علماء پھڑک گئے۔ (7)

کھاتے پیتے جائیں روزہ کبھی نہیں ٹوٹے گا:

ایک مرتبہ ایک وکیل صاحب نے رمضان کے دنوں میں حضرت شاہ صاحبؒ سے مذاق کرتے ہوئے کہا۔ حضرات علماء تعبیر و تاویل میں ید طولی رکھتے ہیں کوئی ایسا نسخہ تجویز فرمائیے کہ آدمی کھاتا پیتا رہے اور روزہ بھی نہ ٹوٹے۔ شاہ جیؒ نے فرمایا سہل ہے کاغذ قلم لے کر لکھئے ''ایسا مرد چاہیے جو اس وکیل صاحب کو صبح صادق سے مغرب

تک جوتے مارتا جائے یہ جوتے کھاتے جائیں اور غصّے کو پیتے جائیں اسی طرح کھاتے پیتے جائیں روزہ کبھی نہیں ٹوٹے گا‘‘۔(8)

فبهت الذی کفر:

حضرت مولانا محمد یاسین جھنگوی راوی ہیں، حضرت شاہ صاحبؒ خود فرماتے۔ایک مرتبہ ایک آریہ سماجی نے مجھ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔شاہ جی آپ جو کلمہ پڑھتے ہیں، لا الـه الا الـلـه محمد رسول الله یہ کلمہ توحید تو نہیں ہے بلکہ یہ تو کلمہ شرک ہے (العیاذ باللہ) ہاں اگر صرف لا الـه الا الـلـه ہوتا تو کلمہ توحید تھا۔لیکن جب محمد رسول اللہ آ گیا تو یہ کلمہ توحید نہ رہا۔میں نے برجستہ جواب دیا۔یہ تو تمہارے لیے ہے تم لوگ بڑے لوگوں کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے ہو کہ یہ بزرگ لوگ بھی ’’ الـٰـه‘‘ ہوتے ہیں۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے وضاحت کر دی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ’’الـه ‘‘، نہیں بلکہ صرف رسول اللہ ہیں، کہیں تم بھی ان کی پوجا نہ شروع کر دو۔فبهـت الـذی کفر کافر مبہوت ہو گیا۔(9)

تحریر کا ہیضہ:

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی ایک دفعہ سید ابوالاعلیٰ مودودی کے ساتھ ملاقات ہوئی، تو ابوالاعلیٰ مودودی کہنے لگے۔شاہ صاحب! آپ کی جماعت کو تقریر کا بڑا ہیضہ ہے۔شاہ صاحب نے فرمایا، جی ہاں جیسے آپ کی جماعت کو تحریر کا ہیضہ ہے۔(10)

کیا میں اللہ ہو گیا:

ایک دفعہ فرمایا:

مرزا غلام احمد کس طرح ’’مبشـراً بـرسـولٍ یـأتـی مِـن بـعدِ اسْمه احمد ‘‘ کا مصداق بنا؟ پہلے ہمیشہ کاغذات میں خاکسار غلام احمد رئیس قادیان عفی عنہ لکھا کرتا تھا، تدریجاً شروع اور آخر کے حروف اڑاتے اڑاتے صرف ’’احمد‘‘ رہ گیا۔اگر یہی طریق کار اختیار کیا گیا میرا نام عطاء اللہ شاہ بخاری ہے۔شروع اور آخر کے حروف اڑا دیئے جائیں تو باقی اللہ ہی رہ جاتا ہے کیا میں اللہ ہو گیا۔’’استغفر اللہ‘‘۔(11)

محمود غزنوی کہ داؤد غزنوی، مولانا داؤد غزنوی (جب کانگرس سے مستعفی ہو کر) لیگ میں شامل ہو گئے تو سیٹھ سدرشن شاہ جیؒ کے پاس فریاد لے کر آئے کہ وہ مولانا سے کہیں، کم سے کم حساب کتاب ہی دے جائیں، شاہ جیؒ کو سخت غصہ آیا، کہنے لگے ’’اول تو میرا کانگرس سے کیا تعلق؟ اور اس کے روپے سے کیا واسطہ؟ اور آپ کا حساب طلب

کرنا بھی عجیب ہے، محمود غزنوی نے حساب دیا تھا کہ داؤد غزنوی حساب دیں؟''۔(12)

لو میں نے تیسرا حلال بھی شامل کر دیا:

ایک دفعہ شاہ جیؒ مولانا محمد علی جالندھریؒ اور دیگر احباب دستر خوان پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔ مولانا محمد علی صاحب نے سویّاں چائے میں ڈال کر کھانا شروع کر دیا۔ شاہ جیؒ نے دیکھا تو مسکرا کر پوچھا: بھائی محمد علی یہ کیا؟ مولانا نے ہنس کر فرمایا: شاہ جی حلال میں حلال ملا کر کھا رہا ہوں، بھلا آپ کو کیوں کراہت آ رہی ہے۔ شاہ جی خاموش رہے۔ چند منٹ گزرے اور دیکھا کہ اب بقایا کچھ حصہ کھانے کا رہ گیا ہے تو چپکے سے ان کی چائے اور سویوں میں سادہ پانی انڈیل دیا اور ہنس کر فرمایا لو میں نے تیسرا حلال بھی شامل کر دیا، اب اور مزے سے کھاؤ سب ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئے۔(13)

آپ تو ہڈیاں بھی چٹ کر گئے:

گوہر ملیسانی تحریر فرماتے ہیں۔ احمد پور شرقیہ میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں ایک جلسے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اب یہ تو یاد نہیں اس کے منصرم اور مہتمم کون تھے لیکن یہ جلسہ گورنمنٹ ہائی سکول کے گراؤنڈ میں بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوا تھا۔ جلسہ عشاء کی نماز کے بعد شروع ہونا تھا چنانچہ شاہ جیؒ اور ان کے ساتھیوں کے طعام کا اہتمام مغرب کے بعد تھا۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کا نام یاد ہے جو اس وقت شاہ جیؒ کے ساتھ تھے باقی چار پانچ حضرات بھی شاہ جیؒ کی مصاحبت میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ جس وقت لذت کام ودہن کے لیے شاہ جیؒ اور ان کے رفقاء بیٹھے تو بڑی پر لطف گفتگو سننا نصیب ہوئی۔ ادب کے شہکار جملے، محبت سے لبریز چٹکلے اور ملائمت سے بھرے ہوئے طنز یہ شگوفے۔ گویا ایک دبستان کھل گیا تھا۔ ایک حسین انداز تو آج تک بھی میری یادوں میں محفوظ ہے۔ جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا نقشہ سامنے آتا ہے۔ ہوا کچھ یوں کہ سب احباب کھانا کھاتے ہوئے ہڈیاں شاہ جیؒ کے سامنے رکھتے جاتے۔ شاہ جیؒ مسکراتے ہوئے دیکھتے جاتے۔ کھانا ختم ہوا۔ سب احباب اسی شگفتہ انداز میں گویا ہوئے ''ہم نے تو کچھ نہیں کھایا سب کچھ تو شاہ جی نے تناول فرمایا ہے'' سبحان اللہ کیا جواب ملا۔ شاہ جی کے حسن جواب کی مثال نہیں۔ مسکراتے ہوئے فرمایا: ''ہاں بھئی میں نے تو کھانا کھاتے ہوئے ہڈیاں چھوڑ دیں۔ لیکن آپ سب تو ہڈیاں بھی چٹ کر گئے۔'' پھر کیا تھا محفل کشتِ زعفران بن گئی۔(14)

میں ہی تو بخاری بھی ہوں اور مسلم بھی:

ایک دفعہ امیر شریعتؒ کے ہاں چند بڑے علماء بطور مہمان تشریف لائے، شاہ جیؒ نے ان کے لیے چائے منگوائی، انہوں نے انکار کیا، شاہ جیؒ نے فرمایا: ''آپ کو پتہ ہے چائے مجلس کی زینت ہے؟ اس کو روایت کیا ہے

بخاری و مسلم نے۔'' مہمانانِ گرامی بولے شاہ جی آپ جیسا آدمی ایسی بات کرے کیا ہم نے بخاری و مسلم نہیں پڑھی ہیں؟ شاہ جیؒ نے جواب دیا۔''حضرات میں ہی تو بخاری بھی ہوں اور مسلم بھی۔''

دال اور ضاد:

دیہاتوں میں اکثر امام سورۂ فاتحہ کے آخری لفظ **و لا الضالین** میں ''ضادٗ'' کو''دال'' سے بدل دیتے ہیں۔ایسا ہی ایک واقعہ شاہ جیؒ کے ساتھ پیش آیا۔انھوں نے گجرات میں تقریر کے آغاز میں سورۂ فاتحہ پڑھی۔خطبہ اور تلاوت سے ذرا سکوت کیا ہی تھا کہ ایک دیہاتی قسم کے پیر صاحب کھڑے ہوگئے اور بولے: شاہ جی آپ نے **و لا الضالین** میں''دال'' کے بجائے''ضادٗ'' کیوں پڑھا؟ شاہ جی نے جواب دیا۔''رات کو میں نے حلوہ کھایا تھا،جس سے مجھے ''کبدٗ'' (قبض) ہوگئی۔ میں صبح کو حکیم کے پاس گیا،اس نے میری''نبدٗ'' (نبض) دیکھی اور اس نے کہا کہ یہ ''مردٗ'' (مرض) لا دوا ہے۔'' یہ سنتے ہی پیر صاحب نے چپ سادھ لی اور مجمع کشتِ زعفران بن گیا۔(15)

بے حساب معاملہ:

ایک جلسہ گاہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کا مجمع تھا۔شاہ جیؒ نے چاہا کہ میں مسلمانوں اور ہندوؤں سے کچھ پوچھوں۔ چنانچہ حساب کا چھوٹا سا سوال پوچھا، ہندوؤں نے تو جواب دے دیا مگر مسلمان جواب نہ دے سکے۔اب مسلمانوں کی حالت تو سب کی تھی،مگر شاہ جیؒ فرمانے لگے:''واہ مسلمانو! تم یہاں بھی بے حساب ہو، جب کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آگے بھی بے حساب معاملہ فرمائے گا۔ ماشاءاللہ! (16)

بخاری شریف زندہ باد:

شاہ جیؒ نے ایک مرتبہ از راہِ مذاق مولانا محمد بخش مسلم سے کہا:تم کہاں کے صحیح مسلم ہو؟ مولانا نے جواباً کہا: آپ کون سے صحیح بخاری ہیں؟ ایک مرتبہ شاہ جیؒ ڈھاکہ گئے تو بنگالیوں نے از راہ عقیدت یہ نعرے لگائے:

بخاری شریف زندہ باد (17)

دل کی سیاہی نیچے اتر گئی۔

منظور احمد بھٹی مرحوم شاہ جیؒ سے پہلی ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں: دریافت پر معلوم ہوا کہ یہی شاہ جیؒ ہیں۔شاہ جیؒ اس وقت نہا رہے تھے۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے سفید قمیص اور ایک سیاہ تہبند زیب جسم کر لیا۔ پاس ہی قبلہ حسام الدین بیٹھے ہوئے تھے۔مسکرا کر پوچھا۔شاہ جیؒ! یہ دورنگی کیسی؟ شاہ جیؒ نے برجستہ جواب دیا:''ارے بھائی دل کی سیاہی نیچے اتر گئی'' اور ایک زوردار قہقہہ فضا میں گونجنے لگا۔(18)

شو(show) نہیں شُو(shoe):

انتخاب سے کچھ دنوں پہلے حضرت امیر شریعتؒ سماجی برائیوں کی قباحتوں اوران کے سدِّ باب پر تقریر کرتے ہوئے فرمانے لگے۔''ایسے آدمیوں کو اپنا نمائندہ نہ بنانا جو سینما کے برے نتائج سے، چور بازاری کی لعنت سے، رشوت کی برائیوں سے، کینہ پروری کی جہالت سے، ماڈرن ثقافت کی بے حیائی سے، جاہلانہ رسوم وبدعات سے، جعل سازیوں اور عیاریوں میں ملوث ہواور تمہیں لینے کے دینے پڑ جائیں۔''

ایک ذیلدار امیدوار جوان خامیوں کا حامل تھا، ایک دم اُٹھا اور کہنے لگا شاہ جی آپ ووٹ لینے کے لیے کیا شو (show) یعنی تماشہ دکھا رہے ہیں۔آپ نے فوراً ہی جواب ارشاد فرمایا:''ہم شو نہیں دکھا رہے ہیں، بلکہ شُو (shoe) یعنی جوتا دکھا رہے ہیں''۔اس پر وہ شخص اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔(19)

کھوٹے سکّے اور کھوٹے مرید:

شاہ جیؒ نے ایبٹ آباد (ہزارہ) میں تقریر کی اور جب واپس جانے لگے تو آپ کے میزبانوں نے جیب میں کچھ سکّے ڈال دیئے۔جب آپ سٹیشن پر پہنچے اور ٹکٹ لینے لگے تو دیکھا کہ وہ تمام تر سکّے کھوٹے تھے،شاہ جیؒ نے ہنس کر فرمایا۔''کوئی بات نہیں ایسے کھوٹے مرید بھی ہوتے ہیں۔''دوسرے سال جب دوبارہ اسی آدمی نے آپ کو دعوت دی تو مولانا محمد علی جالندھریؒ نے اشارہ کیا۔''شاہ جی! یہ وہی آدمی ہے۔''اس پر شاہ جیؒ نے کہا: اگر ہم کھوٹے اور کھرے پیسوں میں پڑ گئے تو ہماری اور اس کی ذہنیت میں کیا فرق رہ جائے گا۔(20)

فوجی بھرتی کا نام لینا کوئی جرم ہے:

(ایک مقدمہ میں انگریز جج کی طرف سے)

سوال ہوا :تم فوجی بھرتی کے خلاف تھے۔؟

جواب ملا:''میں تو صرف فوجی بھرتی کہتا تھا اور لوگ بائیکاٹ کہتے تھے،فوجی بھرتی کا نام لینا کوئی جرم ہے۔''(21)

حوالہ

(1) ترجمان اسلام یکم ستمبر ص:۱۶ (2) ماہنامہ نقیب ختم نبوت کا امیر شریعت نمبر: ج اص: ۳۱۸

(3) ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۱ر اگست ۱۹۷۲ء

(4) سالنامہ ہفت روزہ چٹان (۱۵ جنوری ۱۹۶۲ء) جلد ۱۵ شمارہ ۱۔۲۔ص:۱۷

(5) باتیں ان کی یاد رہیں گی: ص ۹۸

(6) روایت مولانا مجاہد الحسینی رحمہ اللہ فاضل دار العلوم ڈابھیل

(7) ترجمان اسلام: ص ۲/ جلد ۴

(8) سالنامہ ہفت روزہ چٹان (۱۵ جنوری ۱۹۶۲ء ص ۱۹) ص ۱۷/

(9) ماہنامہ نقیب ختم نبوت کا امیرِ شریعتؒ نمبر ج ۲، ص: ۲۷۵

(10) اکابر دیو بند کے ایمان افروز واقعات: ص ۱۷۳

(11) بخاری کی باتیں: ۶۰

(12) بوئے گل نالۂ دل دودِ چراغِ محفل: ۱۶ ۴از شورش کاشمیری

(13) بخاری کی باتیں ص ۹۲/

(14) ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت، امیر شریعت نمبر ص ۴۴۱/ حصہ دوم

(15) اکابر دیو بند کے ایمان افروز واقعات: ص ۱۶۹

(16) اکابر دیو بند کے ایمان افروز واقعات: ص ۱۷۳/

(17) ہنستے ہنساتے واقعات: ص ۱۶۰/، اکابر علمائے دیو بند کا مزاح: ص ۳۲۸/

(18) ماہنامہ نقیب ختم نبوت امیر شریعت نمبر: ج ۲/ ص ۲۲۱/

(19) ترجمانِ اسلام: ص ۲/: ۲۴ نومبر ۱۹۶۱ء۔ شاہ جی کے علمی وتقریری جواہر پارے: ص ۱۰۶/

(20) فرمودات امیر شریعتؒ: ص۔ ۱۸۹: از حکیم مختار احمد الحسینی

(21) تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک ص ۴۷/: از چوہدری غلام نبی

ماہانہ مجلس ذکرو اصلاحی بیان

بہ فیضان نظر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

27 اکتوبر 2022ء جمعرات بعد نماز مغرب

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب درسِ قرآن ہوتا ہے

الداعی انتظامیہ مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061 4511961

ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم قسط نمبر 5

سرخ لکیر

ایک بہادر لڑکی

میں اور خواجہ محمد اسلم کیمپ میں بیٹھے ماسٹر فتح دین صاحب کی مرتب کردہ اغوا شدہ مسلمان لڑکیوں کی فہرست کا مطالعہ کر رہے تھے، دیکھنا یہ تھا کہ محمد شفیع جس نے دو روز بیشتر اپنی جوان ہمشیر کی گمشدگی کی اطلاع لکھوائی ہے کس گاؤں اور کس تھانہ کے رہنے والے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ محمد شفیع کسی امیر گھرانے کا چشم و چراغ ہے۔ بڑا ہی خوبصورت فوجی نوجوان ہے اگر اس کی ہمشیر قتل نہ کر دی گئی ہو تو ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اسے سکھوں کے قبضہ سے رہائی دلائیں۔ فہرست میں ہمیں محمد شفیع کا نام نظر نہ آیا ہم مایوس ہو گئے معلوم ہوا کہ رپورٹ درج کرائے بغیر یہ نوجوان لاہور چلا گیا ہم خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔

دوسرے دن خواجہ اسلم صاحب نے مجھے بتایا کہ محمد شفیع لاہور سے واپس آ گیا ہے۔ وہ اپنی بہن کے لیے سخت بیتاب ہے اس کی امداد کیجئے۔ میں نے کہا اس نوجوان کو بلواؤ، ایک لاکھ نفوس کے کیمپ میں سے محمد شفیع کو تلاش کرنا آسان کام نہ تھا۔ شام کے وقت ایک سکھ تھانیدار آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ آپ کے ہاں کوئی محمد شفیع نام نوجوان ہے؟ میں سمجھا اس نوجوان پر کوئی آفت ڈھائی جائے گی تھانیدار کا آنا خالی از علت نہیں۔ میں نے اس سے کہہ دیا کہ اتنے بڑے ہجوم میں خدا جانے کتنے سو آدمیوں کا نام محمد شفیع ہے۔ اور پھر جس محمد شفیع کی آپ کو تلاش ہے وہ کون سا محمد شفیع ہے؟ میں آپ کی کوئی امداد نہیں کر سکتا۔

تھانیدار نے کہا میں خود چل پھر کر تلاش کر سکتا ہوں؟

میں نے کہا میں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اول تو اس لیے کہ میرے کیمپ میں آپ کی جان کو خطرہ ہے۔ لوگ سکھ پولیس والوں سے جلے بُھنے بیٹھے ہیں۔ آپ پر حملہ ہو گیا تو کون ذمہ دار ہے۔ علاوہ ازیں میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے کیمپ میں پولیس افسر گھومیں پھریں اور لوگ جو پہلے ہی سے تباہ حال ہیں آپ کو دیکھ کر گھبرائیں پھر کبھی تشریف لایئے میں محمد شفیع کا پتہ لگا رکھوں گا۔

تھانیدار نے مجھ سے کہا کہ محمد شفیع کی ہمشیر ہمارے قبضہ میں ہے۔ وہ ہوتا تو میں اُسے ہمراہ لے جا کر اس کی ہمشیر اس کے حوالے کر دیتا۔

میں نے اپنا لہجہ بدل لیا۔ اور تھانیدار کو سردار صاحب کہنا شروع کیا۔ آہستہ آہستہ میں نے تھانیدار کو یقین دلایا کہ محمد شفیع اگر لاہور بھی چلا گیا ہے تو اسے واپس بلانے کی کوشش کی جائے گی۔ آپ اس کی ہمشیر کو لے آیئے۔ تھانیدار چلا گیا۔

شام کے وقت محمد شفیع کو خواجہ اسلم صاحب میرے پاس دفتر میں لے آئے۔ میں نے اسے پہلی بار دیکھا تقریباً چوبیس پچیس سال کا مضبوط اور خوبصورت جوان تھا جس کی آنکھوں سے شرافت ٹپکتی تھی میں نے اس سے دریافت کیا کہ تمہاری ہمشیر کس طرح تم سے جدا ہوگئی۔ اس نوجوان نے درد بھرے لہجہ میں سارا واقعہ کہہ سنایا۔ میں نے اسے تسلی دی اور کہا کہ ان شاء اللہ بہت جلد تمہاری ہمشیر تمہارے پاس آجائے گی۔ دعا کرو خدا امداد کرے اور دیکھو تم دفتر سے تین چار میل کے فاصلے پر ہو۔ ایسا کرو کہ ہمارے قریب ہی کسی جگہ ٹھکانا بنالو۔ تاکہ وقتِ ضرورت تمہیں بلایا جاسکے۔

تین دن بعد میں جرنیلی سڑک پر محمد بشیر نام فوجی نوجوان سے بات کر رہا تھا کہ ایک مسلمان دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ایک سکھ تھانیدار ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کو لے کر آیا ہے وہ آپ کو دریافت کر رہا ہے۔

میں جلدی جلدی قدم اٹھا کر تھانیدار کی طرف لپکا اور خوشی خوشی تھانیدار سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا سردار صاحب آپ تشریف لے آئے؟ اس نے کہا جی ہاں، لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے میں نے خدوخال سے پہچان لیا کہ یہ محمد شفیع کی ہمشیرہ ہے۔ میں نے اس لڑکی سے کہا بیٹی تم محمد شفیع کی ہمشیر ہو؟

بھائی کا نام سن کر اس بھولی بھالی لڑکی کی آنکھوں میں دو موٹے موٹے آنسو آگئے اور بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگی محمد شفیع کہاں ہے؟

''ہمارے پاس موجود ہے ابھی آجائے گا۔ آؤ بیٹی میرے ساتھ چلو۔'' مگر وہ زخمی ہرنی کی طرح چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی اشکبار آنکھیں بھائی کو تلاش کر رہی تھیں۔ جسے وہ بے انتہا محبت کرتی تھی۔ تھانیدار نے مجھ سے کہا کہ اگر محمد شفیع اب موجود نہیں تو میں اس لڑکی کو پھر لے آؤں گا۔ یہ وہاں بالکل محفوظ رہے گی۔ لڑکی خاموش کھڑی تھی۔ میں تصورات کی غمگین دنیا میں کھو گیا۔ میرے سامنے اسلام کی ہزاروں مظلوم بیٹیاں آموجود ہوئیں اور فریاد کرنے لگیں کہ ہمیں اکالی درندوں سے بچاؤ۔

ہم سب چُپ کھڑے تھے کہ بشیر (فوجی نوجوان) نے مجھے بازو سے پکڑا اور تھوڑے سے فاصلے پر لے جا کر کہا دیکھئے میں نے اپنی رائفل میں کارتوس چڑھائے ہیں اس تھانیدار سے کہیے کہ یا تو ہماری بہن کو چھوڑ جائے ورنہ میں اسے ٹھنڈا کر دوں گا نوجوان کی آنکھوں میں خون تھا۔

میں نے بشیر کو ڈانٹا اور کہا کہ جاؤ اپنی ڈیوٹی دو میں اس تھانیدار سے خود ہی نپٹ لوں گا۔ خبردار! اگر تم نے دخل دیا تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔

بشیر میری بہت عزت کرتا تھا۔ اکثر اپنے ساتھیوں سے کہا کرتا تھا کہ یہ میرے والد ہیں۔ وہ میرے ادنیٰ اشارے پر جان حاضر کرنے کو تیار رہتا تھا۔ میں نے بشیر کو وہیں چھوڑا اور تھانیدار کے پاس پہنچ کر آؤ دیکھا نہ تاؤ جیب سے ایک سفید کاغذ نکالا اور اس پر رسید لکھ دی۔

''ایک جوان لڑکی جو محمد شفیع کی ہمشیر ہے تھانیدار صاحب سے وصول پائی۔ تھانیدار صاحب کی مہربانی اور حُسن سلوک کا شکریہ''۔ دستخط تاج الدین انچارج مسلم ریلیف کیمپ لدھیانہ''

یہ رسید میں نے تھانیدار کے ہاتھ میں دی اور لڑکی سے محبت بھرے لہجہ میں کہا۔ آؤ بیٹی تمہیں محمد شفیع سے ملاؤں۔ اور ساتھ ہی تھانیدار سے کہا کہ آیئے چائے کا وقت ہوگیا۔ ایک پیالی چائے پیجئے گا۔ تھانیدار اور لڑکی اور مسلمانوں کا ہجوم میرے ہمراہ ہوگیا۔ لوگوں کو واپس کر کے میں لڑکی اور تھانیدار کو لیے آ رہا تھا کہ سامنے سے محمد شفیع آ گیا مگر میرے ایک ہمراہی نے آگے بڑھ کر اسے دوسرے راستے پر ڈال دیا۔ ہم میں سے کسی اور نے محمد شفیع کی صورت نہیں دیکھی۔ تھانیدار لڑکی کو میرے حوالے کرنے پر مجبور ہوگیا وہ چلا گیا۔ محمد شفیع دو گھنٹے تک گم رہا۔ میں نے اس لڑکی کو پاس کے زنانہ مکان میں بھیج دیا مگر وہ بار بار کہلا کر بھیجتی کہ محمد شفیع کو جلد بلایئے۔

بھائی اور بہن:

بہت دیر بعد محمد شفیع ہنستا ہوا میرے مکان میں داخل ہوا۔ میں نے اس سے کہا بھائی تم عجیب آدمی ہو ایک دم گم ہوگئے۔ اِدھر بیٹھو میں تمہاری بہن کو بلاؤں۔ میں نے دروازہ پر جا کر آواز دی اور کہا کہ آؤ بیٹی تمہارا بھائی آ گیا۔

اُف وہ دیوانی لڑکی بھائی کی محبت میں پاگل ہو رہی تھی۔ اسے کچھ ہوش نہ رہا۔ ہم سب صحن میں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ دوڑ کر آئی اور چیخ مار کر بھائی سے لپٹ گئی۔ زار و قطار رونے لگی۔ اس نظارے کو دیکھ کر ہر شخص کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے ان دونوں کو چارپائی پر بٹھا دیا۔ وہ دونوں آنسوؤں کا مینہ برسا رہے تھے۔ ہم نے مکان خالی کر دیا اور بچھڑے ہوئے بھائی اور بہن کو جی بھر کے رونے اور باتیں کرنے کے لیے اکیلا چھوڑ دیا۔

مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ بہن کے بہانے محمد شفیع کو کسی جھوٹے کیس میں گرفتار کرنا مقصود تھا اور پھر بہن کا حشر بھی خراب ہونے والا تھا۔ محمد شفیع نے بتایا کہ جب سکھوں نے ان کے گاؤں پر حلہ بولا تو اس نے انھیں رائفل سے کس طرح مار بھگایا۔ کئی بار آمنے سامنے مقابلہ بھی ہوا۔ محمد شفیع کی بہن نے بھائی کے برابر کھڑے ہو کر ہاتھ بٹایا اور ہجوم پر اینٹوں کی بارش کرتی رہی وہ مجھے اپنے ہاتھوں کے چھالے دکھا کر جنگ کا سارا نقشہ بتاتی تھی۔ پولیس تلاش میں آئی مگر ایک لاکھ انسانوں میں جو سات میل لمبے کیمپ میں آباد ہوں ایک نوجوان کا تلاش کرنا کس قدر مشکل تھا مجھے محمد شفیع کی بے گناہی کا یقین تھا۔

میں نے اسے نہایت احتیاط سے پاکستان بھجوا دیا۔ پہلے اس کی ہمشیر کو لاہور بھجوایا اور دو دن بعد اسے بھی بھیج دیا۔ دونوں بہن بھائی مجھے بھولے نہیں جب انھیں پتہ چلا کہ میں دو ماہ بعد لاہور آ گیا ہوں تو دونوں نے مجھے خیریت کا خط لکھا۔ لڑکی مجھے ابا کہہ کر پکارتی تھی۔ وہ خط میں بھی مجھے اسی خطاب سے یاد کرتی ہے۔ کتنی اچھی کتنی نیک اور بہادر لڑکی ہے۔ خدا نے اس کی آبرو بچالی۔ خدا ہماری ان مظلوم لڑکیوں کو جو ہزاروں کی تعداد میں اکالی سکھوں کے قبضہ

میں ہیں جلد رہائی دلائے، آمین!

کس مپرسی اور مایوسی:

مصیبت کے دن پہاڑ بن گئے۔ دیہاتی لوگ بہت زیادہ پریشان ہوگئے۔ ان کے ڈنگر ڈھور بھوکوں مرنے لگے۔ چارے کا کوئی بندوبست نہ تھا، میرے اردگرد ہر وقت شکایت کرنے والے دیہاتیوں کا ایک ہجوم رہتا، اس پر میں میجر شرما اور مسٹر سہگل ڈپٹی کمشنر سے اُلجھنے لگا۔ مگر اس اُلجھاؤ میں تلخی نہ تھی، وہ میری شکایتیں اور مطالبات پر کبھی وعدہ کرتے اور کبھی معذوری کا اظہار کردیتے۔ دراصل چارے کی سپلائی ان کے بس کا روگ نہ تھا، مغربی پنجاب سے آئے ہوئے سکھ پناہ گزین مسلمانوں کے دیہات پر قبضہ کرچکے تھے۔ وہ اپنے ڈنگر ڈھور کچھ تو فروخت کرآئے اور کچھ اپنے ہمراہ لے آئے، انھیں ان کے لیے چارہ درکار تھا، اس کے علاوہ ان کے دل میں انتقامی جذبہ تھا، سکھ پولیس انھیں مسلمانوں کے خلاف اُکساتی رہتی تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے دیہاتی بھائیوں کی راہیں مسدود ہوگئیں، وہ اپنے ڈنگر ڈھور دُور دُور دیہات اور کھیتوں میں لے جاکر چرالایا کرتے تھے۔ اب اس سلسلہ میں رکاوٹیں پیدا ہوگئیں۔ بلکہ خطرناک حالات پیدا ہوگئے۔ جب بھی ہمارے دیہاتی بھائی ڈنگر ڈھور لے کر اپنے خالی کیے ہوئے دیہات کی طرف چارے کے لیے جاتے تو سکھوں سے تصادم ہوجاتا۔ چونکہ سکھ پولیس ہندوؤں اور سکھوں کی پشت پر تھی۔ اس لیے روزانہ ہمارے دوچار آدمی مارے جاتے اور سو پچاس ڈنگر ڈھور بھی سکھ ہانک کرلے جاتے۔

میں نے اس صورت حال کو ڈپٹی کمشنر اور میجر شرما کے سامنے رکھا، انہوں نے میرے مطالبات پر ہمدردانہ غور کیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ ملٹری کے مسلح آدمی ہمارے دیہاتیوں کے ہمراہ جایا کریں اور دو تین گھنٹے میں جس قدر چارہ اکٹھا کیا جاسکتا ہے اکٹھا کرکے انھیں کیمپ میں واپس لے آیا کریں۔

دوچار دن یہ سلسلہ جاری رہا مگر کچھ ہمارے آدمیوں کی غلطی سے اور کچھ سکھ ایڈیشنل پولیس اور پناہ گزین سکھوں کی وجہ سے ایک روز جھگڑے نے خواہ مخواہ طول پکڑ لیا اور ہمارے ایک ہزار کے قریب ڈنگر گم ہوگئے۔ چار آدمی شہید ہوگئے، اُدھر خدا جانے مخالف فریق کا کوئی نقصان ہوا یا نہیں، نتیجہ کے طور پر ہمارا باہر آنا جانا ممنوع قرار دے دیا گیا، میں نے ڈپٹی کمشنر صاحب سے شکوہ کیا اور کہا کہ ہمارے ساتھ ظلم ہورہا ہے، ہم اپنے مویشیوں کو کیا کھلائیں اور انھیں کہاں لے جائیں؟ وہ فرمانے لگے کہ تاج صاحب! بات یہ ہے کہ میں نووارد ہوں نہ آپ کے لوگ آپ کے بس کے ہیں اور نہ یہ لوگ میرے قابو میں ہیں، کوئی دوسری تجویز بتایئے۔

میں نے کہا ہمیں بھوسہ منگوادیجیے ہم دام ادا کردیں گے، یہ عجیب بات ہے کہ گئو ماتا کی پرستش کرنے والی قوم گئو کے جائے کو بھوکوں مارنے پر تُل گئی ہے۔

دراصل سکھ اور ہندو ہمیں دق کرکے یہ چاہتے تھے کہ ہم اپنا مال سستے داموں ان کے ہاتھ بیچ دیں۔ چنانچہ

دیہاتیوں نے مجبوراً اپنے مویشی اور دوسرا سامان اونے پونے ٹھکانے لگا دیا۔

مسلمانوں کا آخری مطالبہ:

یکا یک حالات نے پلٹا کھایا، بات کچھ سے کچھ ہوگئی، نہ پاکستان گورنمنٹ پناہ گزینوں کے لے جانے کا بندوبست کرتی اور نہ مشرقی پنجاب کی حکومت انھیں بھیجنے کا کوئی انتظام کرتی، مسلمان لاوارث سا ہو کر رہ گیا۔ کیمپ پر گہری اُداسی چھا گئی، میرے لیے کام کرنا مشکل ہوگیا۔ جدھر جاتا مجھے قدم قدم پر مختلف سوالات کا جواب دینا پڑتا، یہاں تک کہ مجھے کھانے پینے کی سُدھ بدھ نہ رہی، اس پریشانی سے میری صحت پر بہت بُرا اثر پڑا۔

دردناک حادثہ:

اس عالم میں میجر شرما آئے اور وہ مجھ سے کہنے لگے کہ ہم نے اپنی میٹنگ میں طے کیا ہے کہ آپ کو بھوسہ خرید کر دیا جائے۔ میں نے کہا ہم دام ادا کر دیں گے۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص نے یہ وحشت ناک خبر سنائی کہ جیل سے آٹھ دس مسلمان قیدی رہا ہو کر کیمپ کی طرف جیل وارڈر کے ہمراہ آ رہے تھے کہ راستہ میں سکھ بلوائیوں نے اُن پر حملہ کر دیا۔ ایک مسلمان وہیں شہید ہوگیا باقی گھیرے میں ہیں آپ اُن کو بچایئے۔

میں نے میجر شرما کی طرف دیکھا اور کہا، شرما صاحب اپنی موٹر میں فوراً موقع پر پہنچیے اور خدا کے لیے ہمارے آدمیوں کو بچایئے، جلدی کیجیے۔

میجر شرما خدا اُن کا بھلا کرے، وہ فوراً موٹر کی طرف دوڑے اور موٹر کو تیزی سے موقع پر لے گئے۔ میں سڑک پر دست بدعا کھڑا رہا کہ خدا ہی ہمارے نہتے اور لاوارث بھائیوں کا رکھوالا ہے۔

پانچ منٹ کے بعد مجھے شرما صاحب کی موٹر نہایت تیزی سے کیمپ کی طرف آتی دکھائی دی۔ آنکھ کے جھپکے میں میجر شرما ہمارے پاس تھے۔ مگر آہ میری آنکھوں نے یہ دردناک نظارہ دیکھا کہ موٹر کی پچھلی سیٹ کے پاس جگراؤں کا احرار کا رکن خوشی محمد باغی خون میں لت پت پڑا تھا، گردن کا ایک چوتھائی حصہ کٹا ہوا اور ایک بازو گہرے زخم کی وجہ سے لٹکا ہوا زخموں میں سے خون کے فوارے چُھوٹ رہے تھے، جونہی مجروح باغی نے میری صورت دیکھی دونوں ہاتھ پھیلانے کی کوشش کی، غمناک نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور کہا کہ میں تو تمہیں ملنے کے لیے آ رہا تھا۔ مجھے راہ میں سکھوں نے گھیر لیا اور خون میں نہلا دیا۔ میں نے کسی پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ میں تو اپنی قوم کی خدمت کر رہا تھا، مجھے محض اس جُرم کی سزا دی گئی ہے۔

شرما صاحب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، میں نے ان سے کہا کہ اسے خدا کے لیے آپ بہت جلد ڈاکٹر پولک کے پاس لے جایئے اور میری طرف سے اس شریف عورت سے کہیے کہ اسے بچانے کی کوشش کرے، میں عمر بھر

احسان مند رہوں گا۔

میجر شرما نے مجروح باغی کو اپنی موٹر میں ڈالا، اور بلا تاخیر ڈاکٹر کے پاس پہنچا دیا، ہمارا ایک آدمی زخمی اور ایک شہید ہوگیا۔ باقی آدمیوں کو شرما صاحب نے پولیس کی نگرانی میں مسلم کیمپ میں پہنچا دیا۔

مسلسل دوڑ دھوپ اور بے چینی کے باعث دو دن کے بعد مجھ پر بلڈ پریشر کا دورہ پڑا، ڈاکٹر پولک، مس مارٹین اور دوسری لیڈی ڈاکٹروں نے میری چار پائی کے گرد ڈیرے ڈال دیئے، میں اُٹھنے بیٹھنے اور بات کرنے کے قابل نہ رہا، کچھ دن بعد مجھے قدرے افاقہ ہوا، مگر کمزوری بدستور رہی۔

میجر شرما تشریف لائے اور کہنے لگے آج تو چاہے کچھ بھی ہو آپ کو سڑک تک چلنا ہی پڑے گا، گورنر کی بیوی آ رہی ہے۔ وہ آپ سے ملنا بھی چاہتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ملاقات ضرور ہو جائے تا کہ قافلے بھیجنے کا کچھ بندوبست ہو سکے۔ وہ سرکاری طور پر آ رہی ہے، شریف عورت ہے شاید کام بن جائے۔ میں نے کہا، ڈاکٹر مجھے چلنے پھرنے سے منع کر گئی ہے خفا نہ ہو جائے، لیکن تھوڑی دیر کے بعد میں خود ہی راضی ہو گیا۔ گورنر کی بیوی آ گئی ڈپٹی کمشنر صاحب اور شرما صاحب نے تعارف کرایا، وہ مجھ سے کافی دیر تک باتیں کرتی رہی، وہ کہنے لگی کہ میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں؟ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ میں نے کہا کہ تکلیف اب ہم سے مانوس ہو چکی ہے، آپ ہماری یہی امداد فرمائیں کہ ہم کو یہاں سے فوراً روانہ فرمائیں۔ اُس نے جواب میں کہا کہ اپنے وطن سے اتنی بیزاری؟ کیا یہ سب لوگ بھی یہی چاہتے ہیں۔

میں نے کہا ان سادہ لوح دیہاتیوں کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ انھیں گھروں سے کیوں نکالا گیا۔ انھیں کیوں لُوٹ مار کا نشانہ بننا پڑا۔ یہ بے گناہوں کا قافلہ ہے۔ جو وطن بیزار ہو گیا ان پر ترس نہیں آتا تو ڈنگر ڈھور پر ترس کھائیے۔ یہ سب بھوکوں مر رہے ہیں۔

اس شریف عورت کے چہرے پر اُداسی کی ہلکی سی لہر دوڑ گئی۔ اس نے گردن اٹھائی اور کہا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر تمہارا قافلہ روانہ ہو جائے گا۔ اس کے لیے میں انتہائی کوشش کروں گی۔

میں تھوڑی ہی دیر میں تھک گیا۔ شرما صاحب سے میں نے کہا کہ مجھے تو اب اجازت دیجیے میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ میں ایک دوست کا سہارا لے کر اپنی قیام گاہ کی طرف چل پڑا۔ راستہ میں ایک جگہ ستانے کے لیے بیٹھ گیا۔ قدم قدم اپنی چار پائی تک پہنچا، دل کو امید بندھ گئی، میں نے تمام کیمپ میں اطلاع کرا دی، لوگ اپنے وطن سے ہمیشہ کے لیے کوچ کی تیاری میں لگ گئے۔

قافلہ کی روانگی:

اب ہمیں شہر سے کوئی دلچسپی نہ تھی جس قدر جلد ہو سکے ہم اپنا وطن چھوڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے، ہم نہیں

جانتے تھے کہ پاکستان پہنچ جانے کے بعد بھی وطن ہمیں بار بار یاد آئے گا اور خون کے آنسو رلائے گا۔ زخم کا آپریشن بڑی تکلیف دہ چیز ہے۔ مگر جب مریض کو یقین ہو جائے کہ میرے دُکھوں کا علاج ہی آپریشن ہے تو وہ کس خوشی سے خود کو نشتر کے حوالے کر دیتا ہے یہی حال سب قافلہ والوں کا تھا۔ میں نے عورتوں کو کہتے سُنا کہ گیارھویں والے پیر صاحب نے ہماری سُن لی خدا کا شکر ہے اب ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ پھر میں نے انہی عورتوں کو چلتے وقت گاؤں کی طرف مُنہ کر کے دھاڑیں مار مار کر روتے بھی سُنا۔

حُب الوطن از ملک سلیماں خوشتر　　خارِ وطن از سنبل وریحاں خوشتر
یوسف کہ بملکِ مصر شاہی کرد　　می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

دیہات کی عورتیں بہت نیک بہت ہی بھولی بھالی اور صاف دل ہوتی ہیں، ایک نوجوان عورت ہر مرد کو بھائی سمجھتی ہے اور اپنے سے بڑوں کو والد سے کم درجہ نہیں دیتی تھی، مجھے یاد ہے کہ ایک مُنہ پھٹ عورت ہجوم کو چیر کر میرے سامنے آ جایا کرتی تھی وہ مجھے بہت بُرا بھلا کہتی، اور پھر بیٹھ کر رونے لگ جایا کرتی تھی، وہ کہا کرتی تھی کہ تم ہمیں بھیج سکتے ہو۔ قافلہ کو آج ہی چلا سکتے ہو مگر تم نہیں چاہتے، خدا جانے تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ اگر تم قافلہ کو کوچ کا حکم دے دو تو پھر کون روک سکتا ہے، بڑے بڑے افسر تم سے ڈرتے ہیں۔

لوگ اس عورت کو منع کرتے اور بعض گالیاں تک بک دیتے۔ مگر میں ہنسی خوشی سب کچھ سُن لیتا تھا اور ہمیشہ لوگوں کو منع کرتا تھا کہ اسے تنگ نہ کرو اور جو کچھ کہتی ہے کہنے دو۔

ایک روز یہی عورت دفتر پہنچی، لوگوں نے راستہ چھوڑ دیا، میں نے اسے دیکھا تو ہنستے ہوئے کہا کہ بہن گالیاں دینے آئی ہو لاؤ پہلے گالیاں سُن لیں پھر کام کریں گے، آج وہ خاموش تھی۔ آنکھوں میں آنسو تھے چُپ چاپ سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد یوں کہنے لگی کہ دیکھو بابا ہم اب تنگ آ گئے ہیں۔ ہمارے دو بیل بھی مر چکے ہیں۔ آج ہم کسی کی نہیں سنیں گے اور ہمارا قافلہ اب رُک نہیں سکتا۔

میں نے جواب میں کہا کہ تم کو کون روکتا ہے۔ بڑی خوشی سے جاؤ روز روز کا جھگڑا ختم ہو جائے، جب تم سڑک کے اُس پار پہنچو گی تو سکھ پولیس اور ہندو فوجی تم کو گولی سے اُڑا دیں گے۔

عورت بولی تم بھی ساتھ ہو گے، ہم تم کو آگے آگے رکھیں گے تاکہ پہلے تم پر گولی چلے یا تم کو دیکھ کر گولی ہی نہ چلے ہم تمہیں چھوڑ کر تھوڑی جائیں گے؟

عورت کی ایسی باتیں سن کر لوگوں نے ہنسنا شروع کر دیا۔ مگر وہ عورت چُپ چاپ چلی گئی، جس روز قافلہ روانہ ہونا تھا اس رات ہمارا دل خوشی اور غم کے ملے جُلے جذبات سے لبریز تھا، سرِ شام، مسٹر شرما تشریف لے آئے اور کیمپ کا معائنہ کرتے رہے، لوگ اپنا سامان چھکڑوں پر لاد رہے تھے۔ چاروں طرف کھلبلی سی مچ رہی تھی، وہ میرے ہمراہ دفتر

چلے آئے اور ہم نے یہ پروگرام بنالیا کہ رات کو لاؤڈ سپیکر سے مناسب ہدایات جاری کردی جائیں، چنانچہ بارہ بجے رات میجر شرما اپنی موٹر پر لاؤڈ سپیکر فٹ کرا کے لے آئے۔ میں جاگ رہا تھا جلدی جلدی قدم بڑھا کر سڑک پر پہنچ گیا۔ موٹر کو ستلج کی سڑک پر ڈال دیا۔ جب ہم ستلج کے کنارے پہنچے جہاں کیمپ کا آخری سرا تھا ہم نے قافلہ والوں کو خطاب کرنا شروع کیا۔ میجر شرما آئی سی ایس بھی ہمارے ہمراہ تھے اُن کا نیا عہدہ اسسٹنٹ کمشنر تھا۔ میں نے ان کے حوالے سے لوگوں کو خطاب کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں خود شرما صاحب کے ہمراہ ہوں، رات کا سناٹا ٹوٹنے لگا، کچھ لوگ تو جاگ رہے تھے کیونکہ انھیں علی الصبح وطن چھوڑ کر روانہ ہونا تھا، کچھ میرے اعلان سے جاگ اٹھے، عورتیں بچے دوڑے دوڑے موٹر کی طرف آئے، بعض نے لاؤڈ سپیکر اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔ میرے دل پر غم کی گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ اسی درد میں ڈوبی ہوئی آواز سے جب میں نے اعلان کیا کہ صبح ہمارا وطن ہمارے لیے پردیس ہوجائے گا۔ اور ہم بادل ناخواستہ اسے خیر باد کہہ دیں گے، تو اکثر لوگ رونے لگے۔ مجبوری کا عالم تھا، میں اس آہ و زاری کو روک نہ سکا۔

غرض کہ ڈیڑھ دو بجے کے قریب ہم واپس آئے، صبح ساڑھے چار بجے قافلہ باقاعدہ صورت میں چلنے کے لیے تیار ہوگیا، فوجی دستے آ گئے، افسر بھی موجود تھے، قافلہ چل پڑا، میں اپنے افسردہ خاطر ساتھیوں کو لے کر سڑک کے کنارے کھڑا ہوگیا۔ قافلہ چل رہا تھا، علیک سلیک ہو رہی تھی، شام کے پانچ بجے، ہم نے بقایا لوگوں کو روک لیا، پچیس تیس ہزار لوگ چھکڑوں سمیت روانہ ہو چکے تھے۔ دوسرے دن پھر بقایا قافلہ والوں کو روانہ ہونا تھا، رات کو پھر ہم نے دو بجے لاؤڈ سپیکر پر اعلان شروع کیا۔ آج زیادہ اُداسی تھی، میدان کا کافی حصہ خالی ہو چکا تھا، باقی لوگ بھی چھکڑوں پر اسباب لاد کر لبِ سڑک قطار میں کھڑے تھے، تین بجے کے قریب میں اور میجر شرما موٹر میں واپس آئے، علی الصبح پھر قافلہ چل پڑا، شام کے چار بجے قافلہ کا آخری چھکڑا چل دیا۔ اس دن صبح آٹھ بجے ہمیں ایک سپیشل ٹرین بھی مل گئی، اس میں سات آٹھ ہزار پناہ گزینوں کو سوار کرا دیا۔ ابھی دس ہزار کے قریب اور پناہ گزین باقی تھے۔ میں نے میدان کے لوگوں کو کہلا بھیجا کہ وہ محلّہ کے اندر اور محلّہ کے قریب آجائیں اور جھونپڑیاں اس طرف سے اُٹھا لائیں۔

(جاری ہے)

مولانا عامر عثمانی رحمہ اللہ

پیغامِ عمل

خراجِ عقیدت ادا کرنے والو! خراجِ عقیدت سے کیا کام ہوگا
یہی ہے زبانی محبت کا عالم، تو دینِ ہدیٰ اور بد نام ہوگا
اگر سن سکو تم تو روحِ محمدؐ خراجِ اطاعت کی طالب ہے تم سے
یہی ہے جو قول وعمل کی دو رنگی، بہت درد انگیز انجام ہوگا

فقط خوش بیانی کے جوہر دکھا کر کوئی قوم دنیا میں ابھری نہیں ہے
عمل چھوڑ کر، صرف باتیں بنا کر کوئی قوم دنیا میں ابھری نہیں ہے
یہ سچ ہے کہ میلا دوسیرت کے جلسے بظاہر ہیں بامِ سعادت کے زینے
یہ سچ ہے کہ نعتِ محمد کے موتی ہیں ایمان کی انگشتری کے نگینے

مگر اے قصیدہ گرو یہ تو سوچو! کہ بے روح لفظوں کی قیمت ہی کیا ہے
بنے ہیں کہیں نقش آبِ رواں پر، چلے ہیں کہیں خشکیوں میں سفینے
نبی کی حیاتِ مقدس کو دیکھو، ملے گی سراپا جہادِ مسلسل
وفا کی صلابت میں فولاد و آہن، کرم کی لطافت میں رحمت مکمل

یہ سوچو کہ نورِ ہدایت کا پرچم، جنابِ محمد نے کیسے اُڑایا
یہ سوچو کہ دبتوں کو کیسے ابھارا، یہ سوچو کے گرتوں کو کیسے اٹھایا
یہ سوچو کہ کیا چیز تھی جس کے بل پر، خدا کے اکیلے پیمبرؐ نے اٹھ کر
الٹ دی تھی ایوانِ روما کی مسند، پلٹ دی تھی صحرا نشینوں کی کایا

یہی نا کہ اس بندہ باصفا نے جلایا چراغِ جہاد و عزیمت
یہی نا کہ میدانِ سعی وطلب میں نہ چھوڑا کبھی دامنِ استقامت
یہی نا کہ سارے زمانے سے کٹ کر اٹھایا خدا کی اطاعت کا پرچم
ہدایت کا دین اور سعادت کا پرچم، وفا کا حقیقی محبت کا پرچم

وہ بدر وحنین و تبوک و اُحد کا، جفا کوش، جانباز، یکتا مجاہد
وہ تھا جس کے مضبوط دستِ عمل میں، جہاں سے نرالی شجاعت کا پرچم

وہ جرأت سراپا، وہ ہمت مجسم، وہ راتوں کا عابد وہ دن کا سپاہی
وہ جس نے سیاست کی زلفیں سنواریں، وہ جس نے فقیری میں کی بادشاہی

اگر اس سے کچھ بھی عقیدت ہے تم کو، تو اپنا وطیرہ بدلنا پڑے گا
نفاقِ زبان وعمل سے گزر کر صداقت کے سانچے میں ڈھلنا پڑے گا

خبر دے رہا ہے محمد کا اُسوہ، کہ آساں نہیں ہے مسلمان ہونا
بہت امتحانات درپیش ہوں گے، بہت سخت راہوں پہ چلنا پڑے گا

وہ شعب ابی طالب وشہرِ طائف برابر صدا پر صدا دے رہے ہیں
وہ مکہ کی خاکِ مقدس کے ذرے، نقوشِ قدم کا پتا دے رہے ہیں

اٹھو مومنو! آج سے عہد کرلو، حبیبِ خدا کی اطاعت کرو گے
عقیدت کے پہلو بہ پہلو عمل سے، حقیقت میں تعمیلِ سنت کرو گے

وہ تابندہ اسلام جو رہ گیا ہے، کتابوں کے اوراق میں دفن ہو کر
وفا کیشیوں سے جفا کوشیوں سے، زمانہ میں اس کی اشاعت کرو گے

یہ ذوقِ اطاعت سے خالی عقیدت، عقیدت نہیں صرف بازیگری ہے
جو ایثار واقدام سے جی چرائے، محبت نہیں صرف بازیگری ہے

☆............☆............☆

سید امین گیلانی

سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

بخاری کا بیٹا ابوذر بخاری — برنگِ ابوذرؓ کٹی عمر ساری
وہی سادگی تھی وہی بے نیازی — وہی حق شناسی وہی حق شعاری
وہی دینِ حق کے لیے گرم جوشی — وہی سرفروشی، وہی جاں سپاری
نظر میں رہے ہیچ سب میر و سلطاں — رہا وہ خدا ہی کے در کا بھکاری
وہ عالم وہ فاضل وہ دیں کا مبلغ — وہ قرآں کا حافظ وہ قرآں کا قاری
وہ اسلام کا تھا بہادر سپاہی — لگاتا رہا کفر پر ضربِ کاری
نبی کی شفاعت سے وہ بہرہ ور ہو — کرے اس پہ فضل و کرم رب باری
طبیعت تھی اس کی بڑی صاف واضح — عدو سے عداوت تھی یاروں سے یاری
امیں دشمنوں کے لیے تھا وہ آتش — اور اپنوں میں تھا مثلِ بادِ بہاری

حبیب الرحمٰن بٹالوی

حقیقت یہی ہے

میرے آقاؐ، مولا، حبیبِ خدا نے
ہے فرمایا یُوں اِس دنیا کے بارے
''دنیا ہے مردار سُن میرے پیارے
طالب ہے اِس کا دنیا کا کتّا''
اے انسان، پُتلے، اے مٹّی کے ماتے
سُنا ہے کہ مرقد میں کیڑے ہیں کھاتے
شدّاد، نمرود، دنیا سے ہارے
ارسطو، سکندر کہاں گئے یہ سارے
عہدے، پلازے، یہ دنیا ، امارت
کھیل اور تماشہ، تمنا و حسرت!
وہی ہے تیرا مال حقیقت میں ہمدم!
جو اللہ کی راہ میں دیتے ہو ہردم
دولت کی کثرت میں طُول ہوس ہے
ہمارے لیے تو اللہ ہی بس ہے
لہٰذا میرے دوست! اے میرے پیارے!
خرچ کرتے جاؤ خدا کے سہارے
ضرورت سے زیادہ جو بچتا ہے باقی
یہی کام آئے گا آخر تمہارے

☆............☆............☆

ڈاکٹر امجد علی شاکر

باتیں میاں طفیل محمد کی

یادش بخیر 1970ء کی بات ہے جب پاکستان میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر پہلا الیکشن ہو رہا تھا۔ اس الیکشن مہم میں یکم جنوری 1970ء کو میاں طفیل محمد نے کراچی کے نشترک پارک میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''اسلام خطرے میں ہے''۔ چنانچہ 1970ء کا الیکشن اسلام بمقابلہ سوشلزم کے نعرے پر لڑنے کی کوشش کی گئی۔ ان دنوں مجھ پر اخبار پڑھنے کا جنون طاری ہوا تھا۔ میاں طفیل محمد کا ایک انٹرویو پڑھنے کا اتفاق ہوا تھا، اس میں میاں صاحب نے فرمایا کہ: انہیں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کچھ اس قسم کی بات کہی تھی کہ ''کرنے کا کام وہی ہے جس کی طرف مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی دعوت دے رہے ہیں۔ ہم لوگ تو پیٹ کے دھندے میں مصروف ہیں یا یہ کہ بقیہ تمام لوگ پیٹ کا دھندہ کر رہے ہیں''۔ یہ حوالہ یادداشت سے دے رہا ہوں اس میں جزوی غلطی کا امکان بہرحال موجود ہے۔ یہ بات اس کے بعد بھی ایک آدھ دفعہ پڑھنے کو ملی۔ ان دنوں سوشل میڈیا کا دور دورہ ہے۔ ہر جھوٹی سچی بات فیس بک پر پڑھنے کو مل جاتی ہے۔ چنانچہ دبستان شبلی میں ہفت روزہ چٹان کے حوالے سے یہ پوسٹ پڑھنے کو ملی مگر اس کا عنوان یہ مفہوم پیش کر رہا تھا۔ ''سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی اپنے متعلقین اور عقیدت مندوں کو وصیت'' آگے وہی بات تھی جو میاں طفیل محمد نے کہی تھی۔ اس پوسٹ میں یہ بھی لکھ دیا جاتا کہ اس پر شاہ جی کے کسی عقیدت مند اور کسی قریبی شخص نے عمل نہ کیا۔ چٹان ہفت روزہ تھا، سال نامہ تو تھا نہیں۔ مگر حوالے میں سال لکھا ہوا تھا، تاریخ اور مہینے کا کوئی ذکر نہیں تھا۔

میاں طفیل محمد بہت سنجیدہ بزرگ تھے۔ یقیناً وہ نیکی کے پتلے ہوں گے۔ بہرحال نیکی کے علمبردار تو تھے۔ ان کے دور میں ان کی جماعت نے ضیاء ریفرنڈم میں ہونے والی دھاندلی کو نیکی سمجھ کر کیا تھا اور بھٹو خاندان کی تصویریں بھی نیکی سمجھ کر بنائی اور تقسیم کی تھیں۔ یہ سوچ کر پورا وجود کانپ اٹھتا ہے کہ جماعت کے لوگ کیا کیا کام نیکی سمجھ کر کرتے ہیں۔ کاش ان نیکیوں کی تاریخ مرتب ہو جائے تو آنے والی نسلوں کے لیے عبرت اور ذوق کا بہت سا سامان مل سکے گا۔ کوئی بندہ کم از کم یہ نیکی تو بھول نہیں سکتا کہ جماعت کی ''البدر اور الشمس'' نے بنگال میں ٹکا خان اور اے کے نیازی کی زیر کمان پیغام محبت عام کیا تھا۔ پھر افغانستان میں جہاد کے لیے کیسے کیسے جوانوں کو شہید ہونے کا موقع فراہم کیا۔ بات ہو رہی تھی، میاں طفیل محمد کی، وہ بے حد سنجیدہ بزرگ تھے۔ پاکستان بنا تو ریڈیو پاکستان لاہور نے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کو ریڈیو پر آ کر اسلام کے مختلف موضوعات پر تقریر کرنے کی دعوت دی۔ دعوت نامے

گورنمنٹ آف پاکستان کے نام سے جاری کیے جاتے ہیں۔ میاں طفیل محمد ان دعوت ناموں پر سنجیدہ ہوگئے اور فرمایا کہ ''پاکستان کے گورنر جنرل قائداعظم مسٹر محمد علی جناح نے مولانا مودودی کو بلا کر ریڈیو سے تقریر کرنے کا کہا''۔ اس بات کو اب تک جماعت اسلامی کے دوست انہی لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔ بندہ زیادہ ہی سنجیدہ ہو تو مذاق کو بھی سنجیدگی سے لے لیتا ہے۔

میاں طفیل محمد کی سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بارے میں روایت پر آج غور کیا تو بہت کچھ یاد آیا، سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے میاں طفیل صاحب کی ملاقات 1940ء کی دہائی میں ہوئی تھی۔ شاہ جی ان دنوں فوجی بھرتی بائیکاٹ کی تحریک چلا کر جیل یاترا کرتے ہیں اور مولانا مودودی لاہور میں اور پھر پٹھان کوٹ میں بیٹھے ترجمان القرآن میں مضمون نگاری کرتے ہیں۔ اب بھلا کون ہے جو جیل جانے کو پیٹ کا دھندا کہہ دے۔ ہاں میاں صاحب کہہ سکتے ہیں۔ شاہ جی نے طنزاً کہا ہو تو اور بات ہے۔ ان کے جملے کو آپ سوالیہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ میاں طفیل محمد تو زبان و بیان کے ان مسائل میں نہیں پڑتے۔ وہ گورنمنٹ سے صرف گورنر جنرل ہی نہیں اس منصب پر متمکن شخص مراد لے سکتے ہیں۔ شاہ جی کے جملے کی کیا سکت ہے کہ وہ اس کو اپنے مزاج کے سانچے میں ڈھال کر ایک وصیت اور نصیحت بنا سکتے ہیں۔ وہ تو سنجیدگی سے یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ضیاء الحق کو عوام نے بھاری اکثریت سے ریفرنڈم میں کامیاب کرایا۔ ہوسکتا ہے انہوں نے حبیب جالب کا یہ شعر سن کر بھی ریفرنڈم کو دھاندلی سے پاک سمجھا ہو:

شہر میں ہو کا عالم تھا　　　جن تھا یا ریفرنڈم تھا

1971ء میں یحییٰ خان نے عوامی لیگ کو غدار قرار دیا تو میاں صاحب نے یحییٰ خان کی باتوں کو سنجیدگی سے لیا تھا اور اسے ''البدر والشمس'' کی خدمات مہیا فرمائی تھیں۔ اس سے آگے بڑھ کر انہوں نے مشرقی پاکستان مرحوم کی آخری کیبنٹ کے لیے کچھ عوامی نمائندے فراہم کیے تھے۔ عوام نے ان نمائندوں کو سنجیدگی سے نہیں لیا تھا۔ اس لیے ان کی ضمانتیں ضبط ہوگئی تھیں۔ میاں صاحب نے انہیں سنجیدگی سے عوام کا نمائندہ بنا کر یحییٰ خان کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ یحییٰ خان سیاستدانوں سے مایوس ہوگئے تھے۔ انہوں نے ایک کمیٹی بنائی تھی جس کی ذمہ داری تھی کہ وہ اسلامی آئین مرتب کرے۔ میاں صاحب نے اس بات کو ذرا زیادہ سنجیدگی سے لے لیا اور بیان جاری کیا:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد یحییٰ خان پہلا شخص ہے جو اسلامی آئین نافذ کر رہا ہے''

ہمارے دوست مرزا جمود کا خیال ہے کہ میاں صاحب پوری سنجیدگی سے ضیاء الحق کو سچا اور کھرا آدمی سمجھتے تھے۔ جو شخص یحییٰ خان اور ضیاء الحق کو سچا کھرا اور نیک آدمی خیال کرے، وہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے ہم عصر علماء کرام کی سرگرمیوں کو پیٹ کا دھندا سمجھتے تو اس میں کیا قباحت ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے معاصرین میں کون

کون لوگ تھے۔ ذرا نام سن لیجیے۔ مولانا حسین احمد مدنی، مولانا اشرف علی تھانوی، مفتی کفایت اللہ، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا محمد زکریا، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور مولانا احمد علی لاہوری۔ ان کے علاوہ ان کے مرشد حضرت پیر سید مہر علی شاہ آف گولڑہ شریف اور مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری تھے۔ ان کے مشائخ میں حضرت مولانا تاج محمود امروٹی، خلیفہ غلام محمد اور مولانا احمد خان تھے۔ ان کے سامنے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کو ماننے والا آکر بحث کرنے لگے تو وہ مزاحاً یہی کہہ سکتے ہیں: میاں جاؤ! وہی بندہ ہی اصلی کام کر رہا ہے، باقی لوگ تو پیٹ کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اب بندۂ خدا اس جملے میں طنز کی چبھن کو نہ سمجھے اور اسے سادہ بیان سمجھ لے تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا کیا قصور۔

ہمارے استاد تھے سید سجاد باقر رضوی مرحوم۔ ان کے ہاں بہت سے لوگ آتے۔ وہ کسی سے جان چھڑانا چاہتے تو کبھی سیدھے سبھاؤ کہہ دیتے، جاؤ میاں دفع ہو جاؤ۔ آئندہ مت آئیے گا اور خود کو مستقلاً اس کی زیارت اور صحبت سے محروم کر لیتے، کبھی کبھی ڈانٹ ڈپٹ کر کے بھگانے کی بجائے اسے شعر سنانے کے لیے کہتے۔ شعر سنتے اور داد دیتے۔ داد کچھ اس قسم کی ہوتی تھی:

واہ! صدی کا شعر ہے۔ بھائی ہمارے عہد کے شاعر تو بس تم ہی ہو۔ بھائی واہ، غالب کو پڑھا اور تمہیں سنا۔ کیا کمال کر دیا۔ تمہارا شعر تو غالب سے ٹکرا رہا ہے۔

اس کے بعد یہ شاعر صاحب ایک آدھ دفعہ آتے، داد لیتے اور پھر غائب ہو جاتے۔ باقر صاحب ان کی صحبت سے محروم ہو جاتے اور یہی ان کا مقصد تھا۔ مجھے لگتا ہے سید عطاء اللہ شاہ بخاری خود کو میاں طفیل محمد کی صحبت اور زیارت سے محروم کرنا چاہتے تھے۔ ظاہر ہے یہ تو کہنے سے رہے کہ میاں صاحب خدانخواستہ بہت دانش مند آدمی ہیں یا میاں صاحب نے کیا ذوق پایا ہے یا میاں صاحب نے کیا عقل کی بات کی ہے۔ وہ یہی کہہ سکتے تھے کہ کام تو وہی ہے جو تمہارا ممدوح ابوالاعلیٰ مودودی کر رہا ہے۔ پھر سوچا کہیں میاں صاحب دوبارہ زیارت نہ کروادیں۔ میاں صاحب نے یہ جملے سنجیدہ بھی لے لیے اور دل پر لے لیے۔ وہ تمام عمر یہ واقعہ دہراتے رہے۔ انہیں کسی نے یہ نہ بتایا کہ بخاری صاحب نے تو ان سے مذاق کیا ہے۔ اگر کوئی بتا بھی دیتا تو وہ یقیناً پوچھتے:

انہوں نے تو نہیں کہا تھا، وہ مذاق کر رہے ہیں۔

ہمارے ایک ممدوح ہیں جو لاہور میں اشرافیہ کے تعلیمی ادارے میں اسلامیات پڑھاتے ہیں۔ انہوں نے میرے بتانے پر کہ بخاری صاحب نے میاں صاحب سے مذاق کیا تھا، مجھ سے پوچھ لیا ہے، بخاری صاحب نے خود تو ایسے نہیں کہا تھا۔ یہ سن کر ٹھرا گیا۔ ممکن ہے وہ مذاق کرنے کے بعد احتیاطاً کہتے ہوں کہ وہ مذاق کر رہے تھے۔ بہر

حال یہ بات طے ہے کہ میاں طفیل محمد میں جس مزاح کی شدید کمی تھی۔ بتایا جاتا ہے کہ جماعت کے لوگ کسی سلسلے میں جمع تھے۔ میاں طفیل محمد بھی موجود تھے۔ وہ کسی کام کے لیے اُٹھ کر باہر گئے تو مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے فرمایا:

بھائی کسی نے ہنسنا ہے تو وہ ہنس سکتا ہے، پھر میاں صاحب آ جائیں گے۔

یہ دروغ ہے تو دروغ برگردن راوی، مگر یہ سچی اور پکی بات ہے میاں صاحب حسِ مزاح کے بغیر ہی عمر گزار گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ جماعت اسلامی کے لوگ انہیں قائد اور راہنما سمجھتے تھے، مگر لوگ اسے مذاق لیتے رہے۔ ان دنوں لالہ سراج بھی پاکستانی عوام کی تفنن طبع کے لیے لیڈر بنے ہوئے ہیں۔ اللہ اللہ ایسے نیک لوگ بھی لیڈر ہوتے ہیں جو عقل کی جگہ بھی خلوص سے کام لیتے ہوں۔ کسی زمانے میں یہ جملہ بہت عام ہوا تھا: ظالمو قاضی آرہا ہے۔ قاضی صاحب مرحوم اس جملے کو سنجیدگی سے لیتے تھے، مگر لوگ اسے مذاق سمجھتے رہے۔ 1993ء کے الیکشن سے پہلے یہ جملہ بہت عام ہوا تھا۔ الیکشن کے بعد اخباروں نے سرخی جمائی: ظالمو قاضی جارہا ہے۔ یہ بات بہت سنجیدہ تھی۔ کسی نے اسے سنجیدگی سے نہ لیا۔ جس بات کو جماعت کے لوگ سنجیدگی سے لیتے تھے وہی بات عوام نے مذاق میں لی تھی۔ شاید جماعت کے لوگوں اور جماعت سے باہر کے لوگوں میں ایک مستقل تضاد چلا آرہا ہے۔ جو بات جماعت کے لوگ سنجیدگی سے لیتے ہیں، دوسرے لوگ اسے مذاق سمجھتے ہیں۔ دوسرے لوگ جس بات کو مذاق سمجھتے ہیں، جماعت کے لوگ اسے سنجیدہ سمجھ لیتے ہیں اور خواہ مخواہ دل پر لے لیتے ہیں۔ اب اس تضاد کا کسی کے پاس علاج تو ہے نہیں۔ یہ پوچھنے کا بھی کچھ فائدہ نہیں ہے۔

علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

امیر شریعت کا تاریخی خطاب

’’بزرگانِ ملت و برادرانِ عزیز!

میرا اپنا دل یہ چاہتا ہے اور اِقتضائے وقت بھی یہی ہے کہ میں جو کچھ آپ حضرات کے سامنے عرض کروں تو اُردو زبان میں کروں، لیکن یہاں تعلیم یافتہ طبقہ کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد دیہات کے لوگوں کی ہے، اگرچہ ضرورت اسی بات کی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اُردو زبان کو رواج دیا جائے۔ 1

اِس سرزمینِ قادیان میں جہاں بُت خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم جیسے غریب لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے، جن کے پاس موٹر تو درکنار ٹانگہ بھی نہیں ہے، بعض ایسے بھی ہیں، جن کا اپنا مکان بھی نہیں ہے۔ الحمد للہ! اس لحاظ سے اِس پنڈال کا بن جانا، آپ لوگوں کا یہاں تشریف لانا، روزمرہ کی گاڑیوں کے علاوہ سپیشل ٹرین کا چھوٹنا، دوکانوں کا لگنا اور یہاں سرائے کا مل جانا، کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔

فرعونی تخت

فرعونی تخت اُلٹا جا رہا ہے اور اِن شاء اللہ تعالیٰ یہ تخت اب نہیں رہے گا۔ یہ میں نے تصویر کا ایک پہلو دکھایا ہے۔ ہم غریبوں کو کن کن مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا ہے، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب [مباہلہ] جو آسمانِ قادیان کے رُوگرداں فرشتے ہیں، ہمارے نظامِ شمسی میں آ ملے ہیں، وہ ایک سال سے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر یہاں ڈیرے ڈالے پڑے ہیں، نہ حکومت کی تائید، نہ پولیس کی امداد، نہ رہنے کا مکان اور نہ وعظ کہنے کی اجازت، نہ روپیہ، نہ مطبع، نہ ان چیزوں کے لیے ان کی اونچی گردن دوسروں کے سامنے جھکتی ہے۔ عزیزو! اپنی یہ بے مائیگی اور اس سرزمین کی یہ بے آئینی، جہاں حکومت کے اندر ایک اور حکمران پیدا ہو گیا ہے۔ ان حالات میں ہمارا کامیاب ہونا معجزہ ہے۔ یہاں کی شہ زوری، سینہ زوری اور سرکشی، اُن کا گھمنڈ اور اُن کا غرور اِس قدر بڑھ گیا ہے کہ بخاری مسوری سے چلے تو سپاہی ساتھ، سہارنپور پہنچے تو دوسرا موجود۔ انبالہ پہنچے تو ایک اور حاضر، لدھیانہ پہنچے تو ایک اور تیار، غرض جنات کا لشکر ساتھ ساتھ رہا۔ گویا عطاء اللہ کے پاس ہزاروں توپیں اور کروڑوں میگزین ہیں، لیکن اپنا یہ حال ہے کہ کرایہ کے لیے پیسے بھی نہیں ہیں۔ آٹھ بجے امرتسر پولیس کے دو سب انسپکٹر دفعہ 144 کا نوٹس لیے میرے پاس آئے، لیکن اللہ، اللہ قادیان میں غریب شاہ پٹ جائے، مار کھائے، بیہوش ہو جائے، قدرت یہ کہے کہ

انتقام لیا جائے گا، مگر حکومت کہتی ہے کہ گواہ نہیں ملتا۔

مرزائیت ایک مستقل لعنت ہے

مسلمان مرزائیت کو ایک مستقل لعنت سمجھتے ہیں، لیکن قادیانی لوگ مسلمانوں کے ایک ایک گھر میں جا کر تبلیغِ مرزائیت کرتے ہیں، مگر کوئی نگران نہیں، سب کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ میں نے اپنی بے بسی اور بے بضاعتی کا نقشہ کھینچا ہے۔ ادھر قادیان میں حکومت کی قادیان نوازی، پھر یہ مشہور کر دیا کہ بخاری کی تقریر نہیں ہوگی۔

ہمیں احرار تبلیغ کانفرنس میں دیہات کے بھولے بھالے اور سیدھے سادے لوگوں کو جو اپنی خوش عقیدگی کی وجہ سے سر مُنڈے ہوئے جوگی کا شکار بن جاتے ہیں اور رہزن کو رہنما سمجھتے ہیں، یہ بتانا ہے کہ قادیان میں سونے کی ڈلیاں پڑی ہیں، وہاں ملمع کے انبار بھی نہیں۔ تبلیغ کانفرنس نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ہم نے بہت سی سختیاں جھیلیں اور خاموش رہے۔ اگر ٹکر لگانی ہوتی تو احرار رضا کاروں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہوتیں، بٹالہ جیل اُن سے بھر جاتی۔

ہمارا مقصد بہت بلند ہے اور یہ وہی سبق ہے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو دے چکے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو سبق ہم نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے، اُس پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی ہوگی۔

(امیر شریعت زندہ باد، مولانا ابوالکلام زندہ باد اور مولانا ظفر علی خان زندہ باد کے نعرے)

مرزا محمود ہر مقابلہ کے لیے میدان میں آئے

الحمدللہ! احرار جماعت میں اچھے اچھے عالم و فاضل موجود ہیں۔ ہندوستان کے رموزِ سلطنت کو خوب سمجھتے ہیں، شاعر، وکیل، مقرر، محرر غرض سب قسم کے آدمی موجود ہیں۔ میں اس جماعت میں سب سے کم لیاقت کا آدمی ہوں، مگر سب سے زیادہ مضبوط سپاہی ہوں۔

مرزا بشیر الدین محمود ''نبی'' کا بیٹا ہے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہوں۔ اگر وہ سامنے ہوتا تو آج دوٹوک فیصلہ کر دیتا۔ وہ نقاب اتارے، گھونگٹ کھولے، پردے اٹھا کر باہر آئے۔ پہنچی (کلائی) پکڑے، مولا علیؓ کے جوہر دیکھے، کُشتی لڑے۔ غرض ہر ایک رنگ میں آ جائے۔ وہ موٹر میں آئے، میں ننگے پیر آؤں۔ وہ دیبا اور حریر پہن کر آئے، میں کھلڑی (کھدر) پہن کر آؤں۔ وہ عنبری کھا کر آئے، میں بھوکا آؤں۔ وہ زعفران کی چائے، یاقوتی اور پلومر کی ٹانک وائن اپنے ابا کی سنت میں پی کر آئے، میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں پیٹ پر پتھر باندھ کر آؤں۔ ڈپٹی کمشنر، گورنر اور پولیس سب آئیں اور دیکھیں کہ پانچ منٹ میں فیصلہ ختم ہوتا ہے، یا نہیں۔ وہ باہر نکلے اور

صرف اس پر اِکتفانہ کرے کہ حکومت کو ہمارے سروں پر مسلط کر دے، حکومت صرف پانچ منٹ کے لیے غیر جانبدار ہوجائے، پھر دیکھو، بخاری کا رنگ۔

اگر ایک دوسال اور اُوٹ پٹانگ نہ ہوئی اور حکومت نے دوسال اِسی جگہ قادیان میں احرار کانفرنس ہونے کی اجازت دے دی تو دوسال کے اندر مرزائیت کا ستیاناس ہوجائے گا۔

ظفر علی خان بہادر لیڈر ہے

مولانا ظفر علی خان وہ پہلا شخص ہے جو مرزائیت کے شجر کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، اُس نے قید و بند کی مصیبتیں جھیلیں، اخبار کی قرقی اور ضمانتوں کی ضبطی سے اسے ہزاروں روپے کا نقصان ہوا۔ اب پھر (روزنامہ ''زمیندار'' کے لیے) اُس سے چار ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔ ہماری جماعت پانچ سال سے کام کر رہی ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ اسلام کی جو خدمت مولانا ظفر علی خان نے کی ہے، اس کا درجہ بلند ہے، یہ ہم سب کا استاد ہے۔ کانفرنس کی یہ صدارت ایک چھوٹے آدمی کی حوصلہ افزائی ہے۔ مجھ سے مشورہ کیے بغیر مجھے حکم دیا گیا کہ تجھے اس کانفرنس کا صدر بنایا گیا ہے، چلے آؤ۔ میں انکار نہ کر سکتا تھا۔ اب آپ کے سامنے ہوں۔ اگر ہندوستان میں صدارت کے لیے کسی کا حق ہے تو وہ مولانا ظفر علی خان کا ہے، کیونکہ وہ بہادر لیڈر ہے۔

افسوس میں اپنا خطبہ نہ لکھ سکا، مجھے فرصت ہی کب ملی کہ اپنا خطبہ لکھ سکتا۔ اِن سب معذوریوں اور مجبوریوں کے باوجود صدارت کو تاج سمجھوں یا اُستروں کی مالا، بہرحال میں اس اعزاز کے لیے آپ کا ممنون ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ میں اس فرض کو پورا کرسکوں۔

مجلس احرار اور مرزائی

برادرانِ اسلام!

اس تقریر کو کسی مولوی کا وعظ نہ سمجھیے۔ ہندوستان میں کسی مولوی کے بس کا یہ کام نہیں کہ وہ اس طرح قادیان میں آکر ڈیرہ جمائے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، یہ جماعت کی برکت ہے، جماعت کے سر پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ احرار کی سرگرمیوں سے کفر کے ایوانوں میں تزلزل آچکا ہے۔ حکومت اندازہ لگا رہی ہے کہ اس کی تمام کوششوں کے علی الرغم، مرزائیوں کی تمام چالبازیوں، رکاوٹوں اور مخالفتوں کے باوجود الحمد للہ غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لشکرِ جرار یہاں دکھائی دیتا ہے۔ اب قادیان میں فرزندانِ اسلام کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ احرار تبلیغ کانفرنس قادیان میں پشاور، نوشہرہ، ڈیرہ اسمٰعیل خان، کوہاٹ، مظفر گڑھ، سندھ، بہاولپور، بریلی، شاہجہان

پور، ڈیرہ دون، انبالہ، سہارنپور، جالندھر، گوجرانوالہ، راولپنڈی، کلکتہ، بمبئی، لاہور، امرتسر، میانی اور بھیرہ وغیرہ کے آدمی یہاں موجود ہیں۔

آپ یہ نہ سمجھیں کہ بخاری کا وعظ ہے۔ اِس وقت بخاری پوری قوم کی آواز ہے، میں قوم کی نمائندگی کا فرض سر انجام دے رہا ہوں۔ جمعیت علما ہند، سہارنپور اور دار العلوم دیو بند وغیرہ کی جماعتیں ہمارے ساتھ ہیں۔ حکومت یاد رکھے کہ فرنگی محل بھی ہمارے ساتھ ہے۔ مرزائیوں کے سوا مسلمانوں کے تمام فرقے ہمارے ساتھ ہیں، یہ کیوں ہمارے ساتھ ہیں؟ صرف ایک بات ہے کہ ہمارا اِیمان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین تھے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

ہم قادیان کو ڈھانے نہیں آئے، بلکہ ہم اِس خبیث زمین پر (اللہ اس کو پاک کرے) اِس لیے آئے ہیں کہ یہاں خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے۔ بت پرست بھی ولایت پرست بھی سب اس کے آگے سرنگوں ہیں۔

مجلس احرار اسلام غریبوں کی جماعت ہے۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق کا جلسہ ہے۔ اگر ہمارے دلوں میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نہ ہوتی تو ہم کبھی کامیاب نہ ہوسکتے۔ ارے وہ کون سی عیاری اور فریب کاری ہے کہ جو ہم پر نہیں چلی۔ وہ کون سا مہرہ ہے جو بساطِ قادیان پر نہیں چلا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے، یہ کوئی غرور کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو ہم شوخ ہوسکتے ہیں، جس طرح ہم اپنے والدین کے ساتھ بعض اوقات گستاخ ہوسکتے ہیں۔ ہم اُس کے بندے ہیں، اس سے بڑھ کر اور کیا بے چارگی ہوسکتی ہے۔ اللہ کی رحمت کے اعلان نے شیطان کو بھی مایوس نہیں کیا۔ خواہ وہ کتنا قہار ہو، لیکن ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی نہیں کرسکتے۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی، وہ مردُود ہے۔ دوستو! یہ سب برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی ہے۔

حکومت یاد رکھے کہ جو دامانِ نبوت پر ہاتھ ڈالتا ہے، اُس کے لیے ہم بہار کے زلزلہ سے کم نہیں، ہم اُس کے لیے پلیگ ہیں۔ اگر حکومت نے ہاتھ دیکھنا ہو تو دیکھ لے۔

حکومت، مرزائی اور احرار

یہاں حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہے، جس کے لیے ہم آگ میں کود جاتے ہیں، جان پر کھیل جاتے ہیں۔ ہم حکومت کو نبوت کی جوتیوں پر قربان کرسکتے ہیں۔ حکومت نے ہمارا اندازہ نہیں لگایا، اُسے مسلمانوں کے سینوں کی خبر نہیں۔ حکومت سات گھنٹوں میں دیکھ لے کہ یہی لوگ جولا تعداد ہیں، پیش قدمی کے لیے کس قدر بے

چین ہیں۔ میں حکومت کو مسلمانوں کے کلیجے کی آگ سے آگاہ کر رہا ہوں، اُسے واضح رہے کہ اگر ہم چاہیں تو صبح ہونے سے پیشتر قادیان میں آگ لگی ہوگی۔ برطانیہ کے یہ کاسہ لیس ہمارے مقابلہ میں کب آسکتے ہیں؟

میں خدا کے نام پر تکبیر کہتا ہوں۔ مجھے اکیلا چھوڑ دو اور دیکھو کہ میں مرزا محمود کو کیا کرتا ہوں۔ خدا کی قسم یہ کفار نظر نہیں آئیں گے، لیکن کیا کریں، اس لفظ ''تبلیغ'' نے ہمیں مجبور کر رکھا ہے، کاش ہم آزاد ہوتے!

مرزائی اور مسلمان میں فرق

مرزائیو! یاد رکھو کہ تم قلیل تعداد میں ہو، لیکن تم کس دیدہ دلیری سے لوگوں کے گھروں میں گھس آتے ہو۔ آج کیوں پہرہ لگا رہے ہو۔ کبھی ہم نے بھی پولیس کی امداد طلب کی ہے؟ تمہاری یہ اچھل کود اور یہ گھمنڈ انگریز ہی کے کھونٹے پر ہے۔

لوگ سوال کرتے ہیں کہ جب مرزائی نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، پھر ہم اُن کو کافرومرتد کیوں قرار دیتے ہیں؟ اس کا جواب سہل ہے۔ اِن مرزائیوں کا قرآن وہ نہیں جو ہمارا ہے اور اُنھوں نے قرآن شریف کے معنوں میں عجیب وغریب تحریف وتبدیلی کر دی ہے۔ اُن کا یہ دعویٰ ہے کہ مسلمان گزشتہ تیرہ سو سال میں قرآن کریم کو نہیں سمجھ سکے ہیں۔ مرزائی قرآن شریف کی آیات کو مرزا قادیانی پر اِستعمال کر کے قرآن کی رُو سے اُسے پیغمبر اور نبی تسلیم کرتے ہیں۔

وہ نماز اور روزے کے روادار اِس لیے ہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان جتا کر مسلمانوں کو بیوقوف بنانا چاہتے ہیں۔ ورنہ جب مرزائیوں کی جماعت اس قدر مضبوط اور کثیر التعداد بن گئی کہ وہ خدانخواستہ مسلمانوں کی تعداد سے ٹکر کھا سکے تو پھر اُن کا کعبہ لندن بن جائے گا، خدا بھی کوئی اور ہوگا اور رسول تو پہلے ہی اُن کا جدا اور نیا ہے۔ مسلمانوں کا ایمان یہ ہے:

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اِن کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کہ کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

یہ ہے مسلمان کا عقیدہ، لیکن مرزائی وہی ہیں جو خواجۂ یثرب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے ہیں۔ یہ اُس شخص کو نبی کہتے ہیں جو اپنے آپ کو احمد مرسل صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کہتا ہے۔ مرزا قادیانی کے قول ملاحظہ

کیجیے:

خداوندانِ لندن کی پرستش

☆ ''میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت (برطانیہ) کے زیرِ سایہ ہمیں حاصل ہے، نہ یہ امن مکہ معظّمہ میں مل سکتا ہے اور نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ میں۔'' 2

☆ ''اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں، کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے: اوّل: والد صاحب کے اثر نے۔ دوم: اِس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ تیسرے: خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیرِ سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔'' 3

☆ ''اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اُس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے، وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لیے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں۔'' 4

سلطان سعود پکا مسلمان ہے، مکہ معظّمہ کا حاکم ہے، تہجد گزار ہے، قرآن حکیم کے احکام کا سچا پیروکار ہے۔ اُس کی خطا صرف یہ ہے کہ وہ مرزا آنجہانی کو کافر، کاذب اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے۔

موجودہ وائسرائے لارڈ ولنگڈن کو لیجیے، وہ بھی مرزا قادیانی کو نبی تسلیم نہیں کرتا، اِس لیے اُس کے نزدیک دونوں کی حیثیت ایک ہے، لیکن ذرا ملاحظہ ہو کہ ابن سعود تو مرزائیوں کے نقطہ نگاہ سے واجب القتل ہے، لیکن لارڈ ولنگڈن قابلِ اطاعت!

مولانا بخاری نے مرزا قادیانی کی خرافات و ہفوات کے کئی حوالے دیے اور ثابت کیا کہ مرزا قادیانی اسلام سے خارج، مرتد اور کافر تھا۔

دفعہ 144 نافذ کرنے والوں سے خطاب

آج قادیان میں دفعہ 144 نافذ ہوگیا ہے اور احرار سے نقضِ امن کا اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے، حالانکہ مرزا قادیانی اپنی کتاب ''نجم الہدیٰ'' میں لکھتا ہے کہ:

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور اُن کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔'' 5

کیا ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے یہ لٹریچر نہیں پڑھا؟ ایسی باتیں کہنے والے امن کے دشمن ہوا کرتے ہیں، یا ہم امن کے دشمن ہیں، کیا کِیا جائے:

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ہمارا مقصد اِس اجتماع سے کسی قسم کا جھگڑا کرنا نہیں ہے، ہم صرف مظلوم مسلمانوں کی امداد کو آئے ہیں، تاکہ بشیرالدین محمود اور اُس کے ساتھیوں کو معلوم ہو جائے کہ اگر وہ لوگوں کے گھروں میں گھس کر تبلیغ کر سکتے ہیں تو ہمیں بھی یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ کفرستان قادیان میں پہنچ کر اُن لوگوں کو دعوتِ اسلام دیں جو قعرِ گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

ظفراللہ قادیانی کا جبری تقرر

ظفراللہ خان کا (وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں) تقرر بطور ہمارے نمائندہ کے، ہمارے سینے پر مونگ دلنے کے مترادف ہے۔ ہمارے سر پر آج اس شخص کو مسلط کر دیا گیا ہے جو ہمیں حرام زادہ سمجھتا ہے۔ مسلمانوں کی غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ مرزائیوں کو اپنے اندر سے یوں نکال دیں، جس طرح مکھن سے بال علیحدہ کر دیا جاتا ہے، یہ اسلام کے دشمن ہیں۔

مرزائی لٹریچر کی ضبطی کا مطالبہ

مرزائیوں کا سارا لٹریچر خرافات سے بھرا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی تصانیف میں نہ صرف مسلمانوں، بلکہ اولوالعزم پیغمبروں کو بھی گالیاں دی ہیں۔ ہم حکومت سے اس کے لٹریچر کی پڑتال کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کیا اِس سلسلہ میں دفعہ 153 کو سانپ سونگھ گیا ہے؟ کیا یہاں حکومت کو اِس امر کا احساس نہیں ہوتا کہ مسلمانوں کی دلآزاری کون کر رہا ہے اور کس نے کی ہے؟''

حوالہ

1. حضرت امیر شریعت نے ابتدائی کلمات اردو میں ادا کرنے کے بعد تمام تقریر پنجابی میں فرمائی تھی۔
2. مرزا غلام احمد قادیانی، ''تریاق القلوب''، صفحہ 28، ''روحانی خزائن''، جلد 15، صفحہ 156
3. محولہ بالا، صفحہ 363، ''روحانی خزائن'' جلد 15، صفحہ 491
4. مرزا غلام احمد قادیانی، ''ضرورۃ الامام''، صفحہ 23، ''روحانی خزائن''، جلد 13، صفحات 493 و 494
5. مرزا غلام احمد قادیانی، ''نجم الہدیٰ''، صفحہ: 53، ''روحانی خزائن''، جلد 14، صفحہ 53

خطاب: جانشین امیر شریعت، امام اہل سنت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاریؒ (قسط نمبر 6)

واقعاتِ سیرت طیبہ و سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم

سب سے آسان کام دنیا میں یہ ہے کہ کسی پر تنقید کر دو یا اُس کی تذلیل کر دو اور بڑا مشکل کام یہ ہے کہ نفس پر ضبط کر کے کسی کو کچھ نہ کہو اور اپنے مقصد کو بیان کر دو۔ بڑا مشکل کام ہے یہ۔ میں تو زہر کھا رہا ہوں۔ میرے دل میں جو خیالات ہیں۔

یہ نہیں کون سی بات ہے جو کر نہیں آتی ہے

وہ کچھ کہہ سکتا ہوں جو تم نے آج تک سنا نہ ہو لیکن میرا مقصود یہ نہیں۔ یہ کوئی الیکشن کا جلسہ نہیں ہے۔ کما لیے کی سیٹ پر لڑیں گے کھرل، سید، رانگڑ، مجھے اس سے کیا لین دین؟ یہ سیٹ کا جلسہ نہیں ہے۔ یہ تو اپنے اظہار مقصد کے لیے مدرسے کا جلسہ ہے بات کہنے کے لیے بہت کچھ ہے بات یہ نہیں کہ کہی نہیں جا سکتی مقصود سے خارج ہے بے مقصد کی ہانکنے کا کوئی مفاد نہیں۔ تو میں کہہ رہا تھا حضور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کہ قبر میں جانے کے بعد آدمی کو کوئی عمل کام نہیں آئے گا تین چیزیں کام آئیں گی۔ اِنقَطَعَ عَمَلُهُ اِلاَّ عَنْ ثلٰث۔ وہ کون کون سی چیزیں ہیں؟ روز آپ سُنتے ہیں یاد نہیں رکھتے میں بھی بھول جاتا ہوں میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ بھی یاد کر لیں میں بھی یاد کر لوں۔ حضور فرماتے ہیں۔ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ۔ صدقہ کیا چیز ہے؟ بچے بھی بیٹھے ہو، پرائمری والے بھی، مڈل والے بھی، میٹرک بھی بی اے پاس ہوں گے کوئی ایم اے بھی ہوگا ممکن ہے کوئی ایم اے، پی ایچ ڈی بھی ہو کوئی ایل ایل بی بھی ہو کوئی بی اے بی ایڈ بھی ہو مختلف قسم کے ہوں گے ایک اور بھی تو ہوتی ہیں وہ امتحان پاس کر کے جے وی۔ بی اے بی ٹی، وغیرہ یہ اشارے ہیں اشارے۔

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہوگئے   تم ہمارے ہم تمہارے ہوگئے

پتہ اِی نئیں لگدا اخبار وچ نام اوندا اَج وزارت مالیات کے فُلانے شخص این ڈبلیو ایف وائی زیڈ نے یُوں کہا۔ اے ناں اے۔ میں کہیا او ایہہ ناں اے کہ بغدادی قاعدہ؟ مسٹر ڈبلیو ایکس وائی زیڈ نے یوں کہا۔ سدّھا لکھ دیو مسٹر بک بک نے یوں کہا جد ناں دَسنا ای نئیں کہ پیو ماں نے رکھیا کی؟ تو پھر سیدھا کہو کہ مسٹر بک بک بکواس نے یُوں کہا۔ جس ویلے ناں دسناں ہی نہیں جو پیو ماں نے رکھیا سی تے فیر سدھا رکھو مسٹر بک بک۔

یعنی اگر نام ہے لئیق احمد تو کبھی نہیں لکھیں گے تو ہین سمجھتے ہیں۔ احمد کے ساتھ لئیق مسٹر ایل، اے نے یُوں کہا۔ ایتھے اُلّو دا پٹھہ ڈیم فول وی بن سکدا اے ایہہ کیہڑی گل اے؟ شرم آتی ہے بے چاروں کو اپنا اسلامی نام لیتے ہوئے شرم آتی ہے ہمارے بڑوں کو۔ مسٹر ڈبلیو ڈبلیو ایکس وائی زیڈ نے یوں بکواس فرمائی اللہ رحم کرے ان کے حال پر۔

حضور فرماتے ہیں صدقة جارية صدقہ کس کو کہتے ہیں؟ یاد رکھو صدقہ اُس ہدیے کو، تحفے کو کہتے ہیں جو محبت کے ساتھ کسی کو دیا جائے صدقے کو صدقہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی رضامندی کے لیے غریبوں اور مسکینوں کو دیا جاتا ہے۔ صدقة، الهدية، یہ ہدیہ ہے لیکن عام ہدیہ نہیں یہ ہدیہ ہے للفقراء والمساكين، فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہے

دوسرا ہدیہ تو ہر آدمی کھا سکتا ہے لیکن صدقہ فقیروں کے سوا مسکینوں کے سوا کوئی نہیں کھا سکتا۔ یہ اُن کے لیے خاص ہے۔ تو اللہ کی رضا مندی کے لیے سچے دل کے ساتھ۔ **الھدیة المھداة، بصدق القلب**، دل کی سچائی کے ساتھ فقراء اور مساکین کو جو ہدیہ دیا جائے اُس کو کیا کہتے ہیں؟ صدقہ۔ حضور فرماتے ہیں **صدقه جاریه** کسی نے ایسا ہدیہ خدا کی راہ میں دیا جو ہمیشہ کے لیے یا مدت دراز تک کے لیے چلتا رہے اور ختم نہ ہو جیسے نہر، ایک بڑا زمیندار ہے اُس نے سرکاری نہر میں سے ایک چھوٹی نہر اپنے خرچے پر بنوا دی جو غریبوں کی زمین میں سے گزرتی ہے یہ صدقہ جاریہ ہے۔ اس نے کہا اوہ جانے جتنا مرضی خرچہ اوندا رہوے مالیانہ آبیانہ ٹیکس میں بھراں گا۔ تہاڈیاں کھیتیاں سرسبز ہوئیاں چاہی دیاں، اللہ میرے تے راضی ہووے، ہوتا ہے۔ پُرانے زمانے میں لوگ کرتے تھے آج کل کوئی نہیں کرتا، آج کل تو اپنے نفسی نفسی ہے نا؟ پُرانے زمانے میں بادشاہ نواب رئیس ایسا کرتے تھے کہ سرکاری نہروں میں سے چھوٹی نہریں بنوا کر اپنی زمینوں میں سے گزار کر دوسری جانب جا ملا دیتے تھے۔ اب تو قصہ ہی ختم ہو گیا۔ یا کوئی باغ بنا دیتا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں میں بھی لوں گا اور میرے مرنے کے بعد قیامت تک جب تک اس باغ کو کوئی صحیح سلامت زندہ رکھ سکے اس کا پھل ہر شخص کو کھانے کی اجازت ہے یہ صدقہ جاریہ ہے۔ یا کوئی کنواں بنا دیتا ہے یا پل بنا دیتا ہے یا مسجد بنا دیتا ہے یا مدرسہ بنا دیتا ہے تو قیامت تک جب اُن طالب علموں کا وجود رہے گا اُن کے شاگردوں کے شاگردوں کا وجود باقی رہے گا۔ اُن کے دین پڑھانے کا ثواب اُس اُستاد کو قبر میں ملتا رہے گا۔ دو چیزیں اور فرماتے ہیں۔

اَوْ وَلَدٌ صالح یدعوله...... یا پھر ایک نیک لڑکا آدمی اپنے پیچھے چھوڑ گیا خود نمازی تھا۔ نماز پڑھتا تھا بچے کی ترتیب کی اُس کو خدا رسول کا نام بتایا دین سمجھایا۔ وہ دین پڑھ گیا قرآن بھی پڑھ گیا۔ حدیث بھی پڑھ گیا فقہ بھی پڑھ گیا اب یہ بچہ نمازی بھی ہے تہجد بھی پڑھتا ہے نفل بھی پڑھتا ہے۔ جب اُس کو موقع ملتا ہے تو وہ دُعا درود شریف پڑھ کر کہتا ہے **اللھم اغفرلی ولابی ولوالدی ولآبائی واجدادی وامھاتی وجداتی واعمامی وعماتی واخوالی وخالاتی واخوانی واخواتی واساتذتی ومشائخی** وہ دعا مانگتا رہتا ہے یا اللہ میرے ماں باپ کو میرے دادوں پردادوں کو میری ماؤں کو میری نانیوں کو میری دادیوں کو بخش دے۔ فرماتے ہیں جو اولاد اپنے باپ کو مرنے کے بعد یہ دعا کرے گی اس دُعا کا ثواب باپ کو قبر میں پہنچے گا۔ (سبحان اللہ) **صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح** حضور فرماتے ہیں کہ ان صدقات جاریہ کے سوا کسی اور عمل کا ثواب قبر میں اب نہیں پہنچے گا۔

نماز پڑھنی تھی وہ بند، روزہ رکھنا تھا وہ ختم، زکوٰۃ دینی تھی وہ ختم، صدقہ نفل قربانی ختم، حج ختم، عمرہ ختم، تمام چیزوں سے معطل کر کے جس وجود کو ماں کے پیٹ سے پیدا کیا تھا اسی وجود کو قبر کے پیٹ میں تحلیل کر کے مٹی میں مٹی کر دیا خدا نے، لیکن اس مٹی کے اندر جو ذرے ہیں اس وجود کے اور اُن ذروں کے ساتھ اس کی روح کا جو تعلق ہے جب اس کے لیے دعا کی جائے گی۔ جب اس کے صدقہ جاریہ کو کوئی غریب مسلمان استعمال کر کے دُعا کرے گا۔ جب اس کا کوئی شاگرد دین پڑھائے گا اور سُننے والا سمجھنے والا دعا کرے گا۔ یا پھر اس کا اپنا نیک بیٹا اس کے لیے بخشش کی دُعا کرے گا۔ تو قبر کی مٹی میں ملی ہوئی اس کی مٹی کے ذروں کو بھی اس کی روح کے واسطے سے اس کا ثواب ملے گا۔ اس کو اللہ میاں

عذاب میں بھی تخفیف کر دیں گے۔ کسی کی دُعا لگ گئی تو عذاب رُک بھی جائے گا۔ اللہ کا معمول ہے یہ عذاب ہوتا ہوا رُک جاتا ہے۔ سمجھ آئی؟ عذاب زیادہ ہو کم ہو جاتا ہے جو نہ معافی ملنی ہو اور اگر عذاب ہو رہا ہو اللہ میاں اس کو منسوخ بھی فرما سکتے ہیں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ تو یاد رکھیں مدرسہ کا بنانا یہ ویسے آج کل تو بہت آسان ہو گیا ہے پہلے زمانے میں بڑا مشکل تھا۔

حضرت امیر معاویہ کے متعلق دو حدیثیں سنانا چاہتا ہوں۔ نعت سننے سنانے والوں نے مجھے بھی بھڑکا یا انگیخت کی اماں حلیمہ کی لوری سنائی بڑی وجد آور تھی آنکھوں میں آنسو آ گئے سُن کر ہاں بالکل حضور پاک کا ذکر مبارک آئے تو کون بد بخت مسلمان ہے جس پر اثر نہیں ہوگا۔ بڑا سنگدل سے سنگدل فاسق سے فاسق بھی یہ بھی حضور کا معجزہ ہے کہ جب حضور کا نام نامی اُس کے سامنے آتا ہے وہ موم ہو جاتا ہے۔ یہ حضور کا معجزہ ہے گنہگار سے گنہگار مسلمان کے سامنے بھی حضور پاک کا نام آ جائے وہ بھی کہے گا سبحان اللہ کس ذات پاک کا نام ہے کہ اوہدے دم نال ساریاں بہاراں، سبحان اللہ تو میں نے بھی سُنی وہ لوری تو واقعۃً اُس کے اندر ایک وجد ہے ایک کیفیت ہے چونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے کہ حلیمہ سعدیہ اور اُس کی بیٹی کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ بنو سعد بنو بکر کی ایک شاخ ہے اور حجۃ الوداع کے بعد حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے تھے تو طائف کا محاصرہ فرمایا۔ ایک مہینے کے قریب فتح مکہ کے بعد وہاں پر محاصرہ رہا اور محاصرے میں فتح نہیں ہوئی، صحابہ نے عرض کیا کہ آپ بد دعا کیجئے۔ فرمایا بد دعا کیسے کروں؟ مجھے اب بھی نظر آ رہا ہے کہ ان کی نسل میں سے مسلمان ہوں گے۔ میں دعا کرتا ہوں بد دعا نہیں کرتا، ہاتھ اُٹھا کے کہا **اللھم اھد ثقیفاً و آتِ بھم مسلمین جمیعاً** خداوندا ان ثقیف کو، بنو ثقیف کا قبیلہ طائف میں آباد تھا ان کو ہدایت دے اور ان کو پھر اکٹھا کر کے میری جھولی میں ڈال دے یہ جہنم میں نہ جائیں بچ جائیں۔ تو دو چار دس بد نصیبوں کے علاوہ باقی سارا قبیلہ پھر فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوتا چلا گیا۔ کجا وہ کہ مہینہ حضور نے محاصرہ کیا۔ وہ بھی تیر برساتے تھے صحابہ کئی شہید ہو گئے۔ اور ادھر سے بھی جواب جاتا تھا۔

صحابہ اور حضور ڈھلوان میں نشیب میں تھے اور وہ اوپر محلات میں ہوتے تھے اور اپنے مورچوں کے اوپر بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان کو تنگ کرنے کے لیے ایسے کام نہیں چلے گا۔ اجازت دیں ان کی کھیتیوں کو جلائیں ان کے ارد گرد جتنے باغات ہیں اُن کو کاٹیں؟ فرمایا ٹھیک ہے ان کے درخت کاٹو ان کی کھیتیاں کاٹو۔ جب یہ ہوا تو اُنہوں نے دہائی دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم مارے جائیں گے۔ ہمارا غلہ ختم ہو گیا تو ہم کہاں جائیں گے؟ خدا کے لیے یہ محاصرہ اُٹھا لو ہم تمہاری شرطیں ماننے کو تیار ہیں۔ ہماری کھجوروں کے درخت نہ کاٹو ہمارے اناروں کے باغات نہ کاٹو۔ ہم پر اگر یہ مصیبت آ گئی ہماری زندگی ختم ہو جائے گی۔ اس کے باوجود فتح نہیں ہوا طائف واپس آ گئے تو غزوہ تبوک کے بعد 9 ہجری میں جو عام الوفود کا سال ہے اس میں وفد بنو عبد القیس وفد وفدِ یمامہ، وفد نجران، مختلف علاقوں کے وفد یمن، بنو بنو اسد بنو یزید، بنو مصطلق ہر قبیلے کے جو وفود آئے ان کے اندر طائف کا وفد بھی آیا، نو یا دس آدمی تھے۔ اُن میں سے کسی ایک آدمی کے آنے کی بھی توقع نہیں تھی۔ لیکن نو دس آدمیوں کا وفد آیا ساتھ بلال بھی تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والی ایک شاخ وہاں آباد تھی۔ سعید ابن عاص،

خالد ابن عاص یہ شاخ بھی ساتھ آئی تو حضرت مغیرہ ابن شعبہ صحابی ہیں۔ جنہوں نے یزید کی جانشینی کی تجویز پیش کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اُنہوں نے دیکھ لیا تو وہ بھاگے کہ میں حضور کو خوشخبری دوں۔

ابوبکر رستے میں مل گئے، کہنے لگے تمہیں خدا کی قسم ہے یہ خوشخبری مجھے پہنچانے دو تم نہ جاؤ۔ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ خبر حضور کو میں پہنچاؤں فرمایا آتیتک آپ کے لیے قربان، دیکھا میں نے تھا خبر آپ پہنچا دیں۔ حضور کے پاس بھاگے بھاگے گئے کہ یارسول اللہ **ھنیاً لک ،مرحبابک جاء ثقیف** قبیلہ ثقیف آ گیا ہے اور ان کے ساتھ مسجد نبوی میں اللہ اکبر کا نعرہ لگا۔ پھر وہ مسجد نبوی میں آئے اُن کی گفتگو ہوئی۔ انہوں نے پھر کلمہ پڑھنے والوں نے کلمہ پڑھا تو جو سالار اور سردار ساتھ آیا تھا اس کی پندرہ بیویاں تھیں۔ جہالت کے کرشمے کی وجہ سے پندرہ بیویاں تھیں تو اِدھر مسئلہ نکاح کا پوچھا فرمایا چار سے زیادہ رکھنے کی اجازت نہیں۔ بے چارے غم سے ڈھیلے ہو گئے کہ یارسول اللہ میں کیا کروں؟

جہناں چواں نوں رکھنا اے رکھ لے باقی ساریاں نوں چھڈ دے، پندراں وچوں چار گیاں باقی گیارہ جو تھیں وہ چھوڑنی پڑیں۔ بعد میں خود بتاتے تھے کہ جب میں نے سب کو چھوڑا بے چاری ٹکریں ماریں روتی تھیں۔ اُن کو کیا خبر تھی کہ اسلام میں اس کی اجازت نہیں، پھر جو دروازہ کھلا ہے ثقیف کا پھر ایک نہیں سینکڑوں بنوثقیف مسلمان ہوئے۔ اور ایک وہ وقت تھا اسی بنوثقیف پر کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر ایک صحابی تو نہیں تھے اُس وقت میں حضرت عُروہ بن مسعود ثقفی ایک بزرگ آئے تھے مکے کے وفد والوں کے ساتھ جن کی گفتگو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوئی کہ عمرہ تو نہیں کر سکتے اس سال آئندہ سال آنا۔ تو اُس وفد کے اندر سہل ابن بیضاء کے ساتھ حضرت عُروہ ابن مسعود بھی تھے۔ بڑے غور سے حضور کے چہرے کو آپ کے حالات کو آپ کی عادات کو آپ کی نقل وحرکت کو دیکھا جب حضور نے وضو کیا تو صحابہ کرام نے ہاتھوں کا جال بنا دیا نیچے . **فَلَمْ تَقْطُرُ مِنها شیاً**۔

ایک قطرہ پانی کا زمین پر نہیں گرا، صحابہ کرام نے ہاتھوں پر لے کر منہ پر مل لیا تھا جسموں پر مل لیا۔ حضور نے زبان مبارک سے تھوک پھینکا صحابہ نے وہ بھی لیا اور چہروں پر مل لیا۔ عروہ بن مسعود یہ دیکھ رہے تھے۔ جب مکے کا وفد واپس گیا تو یہ بھی ساتھ واپس گئے۔ کہنے لگے دیکھو بھائی! کرو جو تمہاری مرضی لیکن جو کچھ میں اس شخص کو دیکھ کر کے آیا ہوں میری طرف سے لکھ لو کہ اس کی حکومت مکے میں آ کر رہے گی۔ قیامت آ جائے تم اس کو واپس نہیں کر سکتے۔ **وروایت کسریٰ وروایت ملة حیرہ** میں نے بادشاہان غسان کو بھی دیکھا حیرہ کے بادشاہوں کو بھی دیکھا، ایران کے کسراؤں کو بھی دیکھا لیکن **ما رایت مثل اصحاب محمد**۔ میں نے محمد کے ساتھیوں جیسے فدا کار اور عاشق ایسے نہیں دیکھے۔ بڑے بڑے بادشاہوں کے تھوک اپنے منہ پر کوئی نہیں ملتا۔ اُن کے وضو کے پانی کو اپنے جسم پر کوئی نہیں ملتا۔ یہ عجیب دیوانے ساتھی ہیں کہ اُس کے تھوک کو بھی اپنے منہ پر مل لیا جس کے ساتھی ایسے سچے عاشق اور فدا کار ہوں وہ ایک حکم دے گا۔ وہ سب کچھ کر گزریں گے وہ اپنی لاشوں کا رستہ بنا دیں گے پُل بنا دیں گے۔ اسلام نہیں رُک سکتا۔ اب تمہاری مرضی، یہ کہا اور دوسرے وفد میں واپس آئے حضور کے پاس اور آ کر کہہ دیا کہ مجھے اسلام قبول

کرا دیجیے، کلمہ پڑھ لیا، چین نہیں آیا۔ بے چین روح تھی۔ جہاد سے معمور روح تھی۔ گھر پر جو گئے تو گھر اُن کا دو تین منزل اوپر تھا۔ اونچا تھا سب سے اوپر لی کوٹھڑی پر کھڑے ہوکر جوش جو آیا اس کفرستان میں کہا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر کون سنے جی؟ بنوثقیف کے بُت کو پوجنے والے؟ وہاں تو کہرام برپا ہوگیا۔ لاٹھیاں کلہاڑیاں کرپانیں لے کر نیچے نکل آئے اور دو چار آدمی اُن کے مکان کے مقابلے میں کوٹھے پر چڑھ گئے وہاں سے ایک بدبخت نے تیر مارا جو حضرت عروہ کو اذان کہتے ہوئے کنپٹی میں لگا اور پار ہوگیا۔ **اول شھید فی الطائف من بنی ثقیف** ۔ثقیف کے قبیلے میں طائف کے اندر اسلام کے نام پر سب سے پہلا شہید کون ہے؟ حضرت عُروہ بن مسعود ثقفی۔ نام یاد رکھو او چھورو؟ اُوئے صبیحہ دے ناں یاد رکھن والے جوانو، سینما دے عاشقو۔ ایکٹرساں دے پُجاریو۔ کنجریاں دے فدا کارو۔ کدی صحابہ دے ناں وی یاد کریا کرو۔ اس کی بھی پوچھ ہوگی کہ یہ زبان تم کو قرآن پڑھنے کے لیے دی تھی تم نے زانیہ، فاحشہ، بدکار، کنجریوں، جہنم کی خوراک بننے والی عورتوں اور مردوں کے نام یاد کیے۔ تم کو زبان اس لیے نہیں دی تھی کہ تم زنا کاروں کے ذکر سے اس کو پلید کرو۔ تمہیں اس لیے دی تھی کہ خدا اور سول کے نام سے اس کو تر بہ تر رکھو اور سرسبز وشاداب رکھو اس پر بھی سوال ہوگا۔ سمجھے؟ مجھے تو آپ لوگوں کو بتانے کے لیے ان پلید لوگوں کے نام لینے پڑتے ہیں آخر اللہ میاں نے تو ابلیس کا نام قرآن میں لیا ہے؟ فرعون کا نام لیا ہے۔ قارون کا نام لیا ہے۔ ہامان کا نام لیا ہے کہ نہیں؟ لیے ہیں یا نہیں اللہ میاں نے نام؟ مجھے بھی مجبوراً ان پلید لوگوں کے نام لینے پڑتے ہیں۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے ہاں جی۔ بات آگے کسی اور طرف نہ چلی جائے۔ تو مدرسے کی نسبت سے اتنی بات میں بتانا چاہتا تھا کہ کسی کو غلط فہمی نہ رہے۔ مدرسے کی عمارت قبر میں نہیں جائے گی۔ بنانے والوں نے جس نیت سے چندہ دیا ہے وہ نیت قبر میں پیش آئے گی۔ اور وہی نیت قیامت کے دن ایک خوبصورت عمل جو ہے خوبصورت انسان کی شکل میں قبر میں بھی پیش آئے گا اور خوبصورت شکل کے اندر قیامت کے دن بھی وہ عمل پیش کیا جائے گا۔ کہ اللہ میاں سے جو گنہگار ہیں رسول کا امتی وہ پوچھے گا۔ ماھذا؟ یہ کون ہے جو میرے ساتھ ساتھ ہے؟ فرمائیں گے تو نے اس کو پہچانا نہیں؟ فرمایا میں نہیں پہنچانتا، کہنے لگے فلاں موقعے پر تو نے جو عمل کیے تھے مجھ کو پسند آ گئے میں نے اس کی یہ شکل بنادی ہے۔ قیامت کو ان اعمال کو شکل ملے گی۔ قبر میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، فطرانہ، قربانی، صدقہ، خیرات، تہجد، نوافل، اشراق، صلہ رحمی، ہمسایوں سے درویشوں سے اچھا سلوک، طلبہ سے سلوک۔ بڑوں کی عزت چھوٹوں پر شفقت بیوی کے حقوق کی ادائیگی۔ یہ سارے اعمال خوبصورت شکلیں بن کر قبر میں پیش آئیں گے۔ جب فرشتے گُرز مارنے لگیں گے دائیں طرف سے نماز اُٹھ کھڑی ہوگی ایک طرف سے روزہ اُٹھ کھڑا ہوگا۔ ایک طرف سے زکوٰۃ آجائے گی۔ ادھر سے حج آجائے گا کہ دیکھو بھائی ہم اس کے گواہ ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ ہمارا دوست تھا۔ اس نے ہمارے ساتھ تعلق قائم رکھا ہے لیکن جس کی دوستی کنجری سے ہوگی اس کی گواہی کون دے گا؟ نماز کی گواہی تبھی ہوگی جو نماز سے تعلق دُنیا میں ہوگا روزے تبھی گواہی دیں گے جب رمضان آرہا ہے پتہ چل جائے گا کہ کتنے مجاہدین روزہ رکھتے ہیں؟ حج کا موسم آتا ہے پتہ تب چلے گا کہ لاکھوں روپیہ ایکٹروں کی مہمان نوازیوں پر بھڑووں اور کنجروں میراثیوں کے تماشاؤں پہ خرچ کرنے والے قوالیوں پہ خرچ

کرنے والے مجروں پہ خرچ کرنے والے، پتہ تب چلے گا۔ اللہ ہم کو اس تنہائی کی گھڑی میں اُن مشکل گھڑیوں میں جو قیامت تک کے لیے طویل ہیں۔ کہ جس دن یَوْمَ یَفِرُّ الْمرأُ مِنْ اَخِیْہ آدمی اپنے بھائی کو اُس دن چھوڑ دے گا۔ و اُمّہٖ وَ ابیہ، ماں باپ کو چھوڑ دے گا۔ کہ اماں تے ابا، میں مر گیا تے میں صدقے، میں قربان قیامت کے دن باپ نظر آئے گا لیکن آدمی بھاگے گا کہ مجھے باپ سے کیا، پتہ نہیں میرا کیا حشر ہوگا؟ اس لیے وہ بھاگے گا خدا کے تخت کی طرف کہ میں وہاں جاؤں اور پہنچوں۔

وَفَصِیْلَتِہِ التی تُئوِیہ وہ قبیلہ وہ خاندان کہ جب کبھی گڑ بڑ ہوتی تھی تو کہتا تھا اوے تہانوں پتہ نہیں میں کون آں؟ میرے پچھے بڑی برادری اے۔ بہن بھائی نہیں، خاندان قبیلہ نہیں۔ پوری کائنات میں سے کوئی شخص کے کام نہیں آسکے گا کہ جو اُس کو نجات دلا سکے۔ جو اس کو بچا سکے۔ ایسا نہیں ہو سکتا اُس گھڑی کو یاد رکھنے کی صورت یہ ہے کہ ان کے ان نیک کاموں کے اندر تعاون جاری رکھیں۔ تا کہ اللہ کریم کے فضل وکرم سے قبر میں بھی یہ چیزیں کام آئیں۔ حشر میں بھی کام آئیں۔ وہ گھڑیاں آسان ہو جائیں اللہ کا حساب کتاب ہم سے نہ لے۔ ہم اس کو کیا حساب دیں گے؟ سوائے گناہوں کی سیاہ چادر کے بلیک بورڈ کے ہمارے پاس اور رکھا کیا ہے؟ اُس کے فضل وکرم کی بارش ہو جائے ہمارے گناہ دھل جائیں، سچے دل سے خدا ہم کو توبہ کی توفیق عطا فرما دے، ہمارا کوئی آنسو کام آجائے۔ ہماری کوئی ٹھنڈی آہ کام آجائے کوئی سجدہ سحر گاہی کام دے جائے کوئی عام نفل کا سجدہ کوئی صدقہ خیرات کوئی عمل جو خدا کو پسند آجائے وہ تو ہماری جان کی خلاصی کرا دے گا ورنہ دُنیا کی کوئی طاقت نہ وہاں کام آسکتی ہے نہ قیامت میں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دل چاہتا ہے دو باتیں کہیں تو سُنا دیتا ہوں؟ ورنہ وقت تو ہو ہی چکا ہے ہاں جی؟ سنا دوں؟ کوئی اتنا زیادہ وقت تو نہیں ہوا۔ گھبرا تو نہیں گئے؟ مجھے معلوم ہے آپ سب پکے نمازی ہیں۔ بڑے زبردست نمازی ہیں آپ کی تو کبھی تکبیر تحریمہ بھی قضا نہیں ہوئی چوبیس گھنٹے میں سوئے ہوئے بھی آپ کا وضو کبھی نہیں ٹوٹا نوافل کے ساتھ آپ سوتے ہیں فرضوں کے ساتھ آپ اُٹھتے ہیں رات آپ کی کعبے میں بسر ہوتی ہے۔ دن آپ کا گنج بخش کے مزار پر بڑے متقی اولیاء اللہ لوگ ہیں۔ ایک گنہگار میں ہوں جو بے نماز ہوں۔ اللہ آج آپ کی برکت سے مجھے بھی نماز پڑھنے کی توفیق دے گا۔ گھبرائیں نہیں ہاں جی سب نمازی ہیں میں کس طرح کہوں کہ بے نمازی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو مجھے اور آپ کو نمازی بنائے۔ (آمین) اللہ تعالیٰ ہمیں پکا نمازی بنا دے۔ یہی ایک عمل ہے کہ جس کے متعلق سب سے پہلے سوال ہوگا۔ بھائی جنہوں نے عمریں قضا کی ہیں نہیں پڑھیں۔ اُن سے ہاتھ باندھ کر کہتا ہوں کہ ہر نماز کے ساتھ تو قضا پڑھو موت سے پہلے زندگی کی قدر کرو، بیماری سے پہلے تندرستی کی قدر کرو۔ بڑھاپے سے پہلے جوانی کی قدر کرو تم سے وہاں سوال ہوگا۔ فکیف تسئلون۔ جوانی کے بارے میں سوال ہوگا، شہوت کے بارے میں سوال ہوگا، مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ مال جو میں نے دیا تھا تم نے اُسے کنجری پر استعمال کیا یا بیوی پر؟ یہ وہاں پوچھا جائے گا، سنا؟ جو مال و دولت تمہیں دیا تھا وہ کہاں خرچ کیا؟ میری نافرمانیوں یا میرے دین کے کاموں میں؟ اس کے لیے ابھی سے تیاری ہونی چاہیے۔ جو دے سکتا ہے وہ چھین بھی سکتا ہے۔

(جاری ہے)

معصوم مرادآبادی

ایک درویش کی رحلت

یہ 2010ء کا واقعہ ہے۔ میں پہلی بار دیوبند حاضر ہوا تھا۔ موقع تھا میرے کرم فرما مولانا ندیم الواجدی کی کئی کتابوں کے اجراء کا۔ عجیب بات یہ ہے کہ دیوبند میں علمی، ادبی اور مذہبی تقریبات مشاعروں کی طرح رات گئے منعقد ہوتی ہیں۔ غالباً رات دو بجے تک اجراء کی تقریب وقف دارالعلوم دیوبند کے لان میں بڑی کامیابی کے ساتھ چلی۔ صبح کو میری قیام گاہ پر ایک نوجوان تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ مولانا انور شاہ کشمیری کے پوتے مولانا نسیم اختر شاہ قیصر آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں ان کے نام سے واقف تھا۔ اس نوجوان سے میں نے کہا کہ مجھے ان کے پاس لے چلو۔ عام طور پر علمائے کرام کی مسندیں بڑی آراستہ ہوتی ہیں اور دیوبند میں تو ان کا کہنا ہی کیا۔ میں یہی سوچتا ہوا ایک تنگ گلی میں داخل ہوا تو مولانا نسیم اختر شاہ قیصر کا مختصر سا مدرسہ میرے روبرو تھا۔ ایک چھوٹے سے کمرے میں جس کی دیواریں بوسیدہ تھیں مجھے لے جا کر مولانا کے سامنے کھڑا کر دیا گیا۔ وہ زمین پر بچھی ہوئی ایک پرانی چٹائی پر بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ میں نے کمرے کا جائزہ لیا تو وہاں مجھے کوئی چیز ایسی نظر نہیں آئی جسے آرام دہ یا آسائشی کہا جائے۔ جسم پر کپڑے بھی معمولی قسم کے تھے۔ لیکن گفتگو بڑی معنی خیز اور علمی انداز کی تھی۔ انھیں دیکھ کر مجھے گزرے زمانے کے وہ علماء یاد آئے جن کا اوڑھنا بچھونا علم ہی ہوتا تھا۔ وہ عالم باعمل کہلاتے تھے اور ان ہی نابغہ روزگار شخصیات کی موت پر کہا جاتا تھا کہ عالم کی موت ایک عالَم کی موت ہوتی ہے۔

مولانا نسیم اختر شاہ قیصر عالم باعمل تھے۔ ایک اچھے انشاء پرداز تھے اور حالات پر ان کی گہری نظر تھی۔ تقریباً میرے ہم عمر تھے۔ جب بھی ملے بڑے محبت سے پیش آئے۔ آج شام جب اچانک ان کے انتقال کی خبر ملی تو دل دھک سے رہ گیا۔ مجھے ان کی علمیت اور انشاء پردازی سے زیادہ ان کی سادگی اور بوریہ نشینی نے متاثر کیا تھا، جو طبقہ علماء میں آج ایک معدوم شے معلوم ہوتی ہے۔ اس بوریا نشینی میں جو لطف ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ جب 1990ء میں پاکستان کے سفر کے دوران میں لاہور میں مفسر قرآن ڈاکٹر اسرار احمد سے ملا تھا تو ان کے ساتھ دوپہر کا کھانا ایسی ہی ایک چٹائی پر بیٹھ کر کھایا تھا۔ دال، سبزی اور سلاد ان کی غذا تھی۔ ایک ایسے دور میں جب طبقہ علماء میں بھی تام جھام کو بڑی اہمیت حاصل ہوگئی ہے، مولانا نسیم اختر شاہ قیصر کا دم بڑا غنیمت تھا۔ ان کے خانوادے میں ان سے پہلے ان کے چچا مولانا انظر شاہ کشمیری سے میرا قریبی تعلق رہ چکا تھا۔ وہ بھی مجھ سے بڑی اُنسیت رکھتے تھے۔ ان کے بعض خطوط میرے پاس ان کی یادگار کے طور پر محفوظ ہیں۔

مولانا نسیم اختر شاہ قیصر نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ درس وتدریس اور انشاء پردازی میں گزارا۔ کئی کتابیں یادگار

چھوڑیں اور ایک بامقصد زندگی بسر کی۔ ان کی پیدائش 25 اگست 1962ء کو دیوبند میں ہوئی۔ ان کے والد علامہ انور شاہ کشمیری کے فرزند اکبر مولانا محمد ازہر شاہ قیصر تھے۔ تعلیم کی ابتداء دار العلوم دیوبند سے ہوئی اور وہیں سے 1981ء میں درس نظامی کی تعلیم سے فارغ التحصیل ہوئے۔ اسکولی تعلیم کے دوران 1973ء سے 1975 ادیب، ادیبِ ماہر اور ادیبِ کامل کے امتحان پاس کیے۔ جامعہ دینیات سے 1976ء سے 1978ء کے دوران عالمِ دینیات، ماہرِ دینیات اور فاضلِ دینیات کی سند حاصل کی۔ پھر 1989ء، 1990ء آگرہ یونیورسٹی سے ایم اے اردو کیا۔ مولانا 1989ء سے تا حال دار العلوم وقف دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

انشا پردازی وتصنیف وتالیف سے انھیں خاص شغف تھا، جو انھیں اپنے والد مولانا ازہر شاہ قیصر سے ورثہ میں ملا تھا۔ مضمون نگاری کی ابتداء جنوری 1973ء میں 13 سال کی عمر میں ہی ہوگئی، 1979ء سے 1985ء تک پندرہ روزہ اشاعت حق، دیوبند کے نائب مدیر اور 1985ء سے 1996ء تک اس کے مدیرِ اعلیٰ رہے۔ 1983ء میں اپنے والد محمد ازہر شاہ قیصر کی سرپرستی میں ماہنامہ طیب، دیوبند کے معاون مدیر ہوئے۔ 1987ء میں جب ماہنامہ طیب بند ہونے لگا تو اپنے سابقہ پندرہ روزہ اشاعت پر توجہ دی۔ ایک عرصے تک ماہنامہ ''ندائے دار العلوم'' کی مجلسِ ادارت کے رکن رہے۔ اس کے علاوہ تقریباً چالیس سال سے ملک بھر کے رسائل وجرائد اور اخبارات میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ سوانح نویسی وخاکہ نگاری ان کا پسندیدہ موضوع تھا؛ چنانچہ انھوں نے سیکڑوں علمی، ادبی، دینی و سیاسی شخصیات پر مضامین تحریر کیے جو کتابی شکل میں بھی شائع ہوئے۔ ان کی تصانیف کی تعداد تقریباً دو درجن ہے۔ پچھلے سال اکتوبر میں بہ یک وقت ان کی سات کتابوں کا اجرا ہوا تھا۔ مولانا کا اسلوب بہت شگفتہ، سلیس اور دلچسپ تھا، ذاتی زندگی میں بھی مولانا بہت شستہ رو، ملنسار اور حسن اخلاق سے لیس تھے۔ انہوں نے دیوبند میں طلبہ کو مضمون نویسی وانشا پردازی کی تربیت دینے کے لیے 'مرکز نوائے قلم' کے نام سے ایک ادارہ بھی شروع کیا تھا، جس کے تحت سیکڑوں طلبہ نے تحریر وتصنیف کی تربیت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، آمین۔

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SINCE 1968
Manufacture of Quality
Furniture, Government
Contractors, Electronics
& General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446
فون نمبر:
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان
Email:saleemco1@gmail,com

عطاء محمد جنجوعہ قسط نمبر 2

قادیانی سے دعوتی نشست

والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکساروں نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھینچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص 17 روایت نمبر 19)

عقیل: مذکورہ کیفیت دماغی کام کی وجہ سے ہو سکتی ہے آپ اُن کے گفتار و کردار سے نمونہ پیش کر سکتے ہو جس سے ظاہر ہوا کہ اُن کا دماغی توازن درست نہ تھا۔ شدید گرمی تھی۔

نذیر صاحب نے باتھ جانے کی مہلت طلب کی غسل کیا اور چند منٹ بعد باہر آئے تو اُن کا دایاں پاؤں بائیں جوتے میں اور بایاں پاؤں دائیں جوتے میں تھا اور قمیص کے بٹن اوپر نیچے لگے ہوئے تھے۔

عقیل: معلوم ہوتا ہے کہ گرمی کی وجہ سے آپ کا دماغی توازن بگڑ گیا ہے۔ آپ کو صحیح بٹن لگانے اور جوتا پہننے کا ہوش بھی نہ رہا۔

نذیر: میں کروں تو پاگل آپ کے مرزا صاحب کریں تو وہ مسیح موعود۔

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا حضرت مسیح موعود اپنے جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگابی ھدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص 58 روایت نمبر 375)

عقیل: اس روایت سے تو مسیح موعود کی سادگی ظاہر ہوتی ہے آپ اُن کے اقوال سے ثابت کریں۔

نذیر: مرزا صاحب نے پچاس کتابیں لکھنے کا وعدہ کیا لیکن پانچ پر اکتفا کیا اور خریداروں کو مطمئن کرنے کے لیے کہا کہ پانچ اور پچاس میں نقطہ کا فرق ہے۔

''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفاء کیا گیا اور کیونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ (براھین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ ص 7-8 خزائن ج 21 ص 9)

پانچ اور پچاس میں نقطہ کا نہیں پینتالیس کا فرق ہے۔ یہ مرزا صاحب کی کذب بیانی ہے مراق کا عملی نمونہ۔

عقیل: پانچ اور پچاس کے فرق پینتالیس کو صرف نقطہ کا فرق کہنا جہالت ہے

نذیر: دماغی مریض کو اپنی کہی ہوئی بات یاد نہیں رہتی وہ الٹ پلٹ باتیں کرتا ہے۔

پہلا قول: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر کے محلّہ خانیار میں ہے۔

(دافع البلاء ص 19 مندرجہ خزائن ج 18 ص 235)

مرزا صاحب کا دوسرا قول ہے: ''اُن کی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قبر فلسطین کے علاقہ گلیل میں واقع ہے''

(ازالہ اوہام ص 473 مندرجہ خزائن جلد 3 ص 353)

تیسرا قول: ''اُن کی قبر بلدہ قدس (یروشلم) میں ہے'' (اتمام الحجہ ص 27 خزائن جلد 8 ص 299)

چوتھا قول: اُن کی قبر بلاد شام میں ہے'' (اتمام الحجہ ص 24 خزائن جلد 8 ص 296)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سے متعلق مرزا صاحب کے چاروں اقوال ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ یہ اُن کے مراق پن کی واضح دلیل ہے۔

عقیل: یہ تاریخی مسئلہ تھا جس میں اختلاف ممکن ہے۔

نذیر: کیا اللہ تعالیٰ کو انسانی صورت میں پیش کرنا جائز ہے؟

عقیل: اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس بے مثل بے مثال ہے اُن کو ان کی صورت میں پیش کرنا ناجائز ہے۔

نذیر: مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند نے مرزا صاحب کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔ (اسلامی قربانی ٹریکٹ 34 ص نمبر 12 قاضی یار محمد)

مرزا قادیانی کا یہ کشف الہامی ہے یا شیطانی وسواس؟

عقیل: میرے نزدیک عقیدت مند کی من گھڑت روایت ہے۔

نذیر: صلیبی صاحبان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟

عقیل: وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔

نذیر: آپ کے نزدیک اُن کا عقیدہ درست ہے یا غلط؟

عقیل: سورۃ اخلاص میں اُن کے عقیدہ کی تردید ہے۔ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَد (ترجمہ) نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا۔

نذیر: اگر کوئی صاحب دعویٰ کریں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا کہہ کر پکارا ہے۔

عقیل: قرآن کی روشنی میں اس کا عقیدہ باطل ہے۔

نذیر: مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کے بارے خرافات کا تذکرہ کیا ہے۔ **انت منی بمنز لۃ اولادی ......**

اے مرزا تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے (اربعین نمبر 4 ص 19 حاشیہ خزائن ج 17 ص 452)

خاطبنی اللہ بقولہ اسمع یاولدی

اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کہہ کر خطاب کیا کہ اے میرے بیٹے سن۔ (البشریٰ ج 1 ص 49)

عقیل صاحب: مرزا کے مذکورہ الہامات کے متعلق کیا رائے ہے؟

عقیل: میں تحقیق کروں گا اگر واقعی مرزا صاحب نے ان خرافات کا ذکر کیا ہے میں ان نظریات سے لاتعلقی کا اظہار کروں گا۔

نذیر: آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے جانتے ہو؟

عقیل: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کا نام عبداللہ ہے جو آپ کی پیدائش سے چند ماہ قبل فوت ہو گئے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ مائی آمنہ آپ کی ولادت باسعادت کے سے چھ سال بعد فوت ہو گئیں۔

نذیر: خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں کی کتنی تعداد ہے؟

عقیل: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں کی تعداد تین تھی۔ (۱) حضرت قاسمؓ (۲) حضرت عبداللہؓ (۳) حضرت ابراہیمؓ

عقیل: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔

(۱) سیدہ زینبؓ (۲) سیدہ رقیہؓ (۳) سیدہ ام کلثومؓ (۴) سیدہ فاطمہؓ

نذیر: مرزا صاحب کا دعویٰ اس کے برعکس ہے۔

''تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی۔ پیغام صلح ص 28 مندرجہ خزائن ج 23 ص 465 از مرزا قادیانی۔

''تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔'' (چشمہ معرفت ص 286 مندرجہ خزائن ج 23 ص 299 از مرزا قادیانی۔)

''دیکھو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بارہ لڑکیاں ہوئیں آپ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہ ہوا''

(ملفوظات ج 3 ص 372 طبع جدید)

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علم وآگہی والا ہر شخص بخوبی واقف ہے لیکن مرزا صاحب تاریخ نبوی کے مشہور واقعہ سے بے خبر نکلے۔

عقیل: مسیح موعود کی معلومات سیرت طیبہ کے صریح خلاف ہیں۔

نذیر: مرزا صاحب نے خود کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت میں اکمل ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ اس کا پہلی بعثت کے حالات سے بے خبر رہنا چہ معنی دارد؟

عقیل: مشکوک معاملہ دکھائی دیتا ہے۔

نذیر: خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیدنا حسن سیدنا حسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں جبکہ مرزا صاحب نے سیدنا حُسینؓ کے بارے کہا۔

''اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے''

(اعجاز احمدی ص 81 مندرجہ خزائن جلد 19 ص 193 از مرزا غلام احمد قادیانی)

عقیل: صاف ظاہر ہے کہ مرزا کا قول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح خلاف ورزی ہے۔

نذیر: آپ خود فیصلہ کریں کہ مرزا صاحب بروزی کے دعویٰ میں حق بجانب کیونکر ہوا؟

عقیل: سوچ کر فیصلہ کروں گا۔

نذیر: مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے۔

''لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں مومن لعان نہیں ہوتا''

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 660 مندرجہ خزائن جلد 3 ص 456)

جبکہ مرزا صاحب کا ذاتی فعل اُن کے دعویٰ کے برعکس ہے۔

انھوں نے مخالفین پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کے کہ تجھ پر ہزار بار لعنت ہو انھوں نے باقاعدہ لعنت، لعنت، لعنت 1000 تک لکھ دیا پانچ صفحات لعنت پر محیط ہیں۔

(نور الحق ص 118 تا 122 مندرجہ خزائن جلد 8 ص 158 تا 162)

عقیل: صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے قول وفعل میں صریح تضاد ہے۔

نذیر: مرزا صاحب اپنے قول کی روشنی میں مومن ہوا یا ایمان سے تہی دست۔

عقیل: اگر مرزا صاحب نے وہی زباں استعمال کی ہے جو آپ نے بتائی ہے تو اپنے قول کی رو سے مومن نہیں ہوسکتا۔

نذیر: جب مومن ہی نہیں تو وہ مسیح موعود یا ظلی نبی کس طرح؟

عقیل: یقیناً قابل غور پہلو ہے۔

نذیر: مرزا قادیانی کے بقول اُسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ظلی نبوت ملی ہے تو آپ سے سوال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت دوزخ سے نجات مل سکتی ہے یا نہیں؟

عقیل: کیوں نہیں! مل سکتی ہے۔

نذیر: اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے دوزخ سے نجات مل سکتی ہے تو مرزا صاحب کو ظلی نبی تسلیم کرنے کی کیا ضرورت؟

عقیل: میرا سر چکرا گیا ہے کہ آپ کو کیا جواب دوں؟

نذیر: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف کو دعوت دی تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

عقیل: انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور پتھر برسائے۔

نذیر: رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کو کیا جواب دیا؟

عقیل: تاریخی حقیقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مار کھا کر اور گالیاں سن کر ہدایت کے لیے رب کے دربار میں دعا کی

نذیر: جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے نبی کریم نے اُسے کس چیز کی ضمانت دی؟

عقیل: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنت کی ضمانت دی ہے

نذیر: گالیاں دینا کن لوگوں کا کام ہے۔

عقیل: مرزا مسیح موعود کا قول ہے۔

''ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے'' (ست بچن ص 21 مندرجہ خزائن جلد 10 ص 133 از مرزا غلام احمد)

نذیر: اگر کوئی گالی دے تو اسے جواب میں گالی دی جا سکتی ہے؟

عقیل: مرزا صاحب مسیح موعود کا قول ہے

''کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو'' (کشتی نوح ص 11 مندرجہ خزائن ج 19 ص 11 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(جاری ہے)

اخبار الاحرار

مجلس احرار اسلام ضلع گجرات کی سرگرمیاں

(رپورٹ: حافظ محمد سفیان احرار) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ یکم ستمبر 2022 جمعرات کو ناگڑیاں تشریف لائے اور جامع مسجد سید عطاء اللہ شاہ بخاری میں درس قرآن ارشاد فرمایا۔ 2 ستمبر بروز جمعہ مرکز احرار جامع مسجد ختم نبوت چوہڑ چک چوک میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

9 ستمبر 2022ء نبیرہ امیر شریعت مولانا حافظ سید عطاء المنان بخاری، (ناظم دعوت وتبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان) نے حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے آبائی گاؤں ناگڑیاں کی جامع مسجد سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا اور یوم ختم نبوت کے حوالے سے گفتگو کی۔

مجلس احرار اسلام فیصل آباد کے زیر اہتمام علماء کنونشن

(رپورٹ: اشرف علی احرار) مجلس احرار اسلام فیصل آباد کے زیر اہتمام چناب نگر کی کانفرنس کے سلسلہ میں 15 ستمبر کو امیر مرکزیہ مجلس احرار جناب سید محمد کفیل بخاری نے فیصل آباد کے مدارس و جامعات کا دورہ کیا۔ صبح 11 بجے جامعہ دار القراء میں قاری محمد بن صدیق صاحب مدظلہ کی دعوت پر علماء کنونشن میں شرکت وخطاب کیا۔ مجلس احرار کا تعارف، خدمات اور کانفرنس کی اہمیت پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس موقع پر مولانا قاری حامد صدیق، مجلس احرار کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ، سید عطاء المنان بخاری نے بھی گفتگو کی۔ مولانا قاری محمد صاحب کو تحریک تحفظ ختم نبوت اور سیدی وابی کا سیٹ پیش کیا۔ نماز ظہر کے بعد حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ دار العلوم فیصل آباد میں مولانا محمد اسحاق یوسف صاحب و اساتذہ دار العلوم سے ملاقات کی اور کانفرنس کی دعوت دی۔ بعد ازاں جامعہ امدادیہ اسلامیہ فیصل آباد کے مہتمم و وفاق المدارس کے خازن مولانا مفتی محمد طیب صاحب سے ملاقات کے لیے جانا ہوا۔ زمانہ طالب علمی کے واقعات اور مجلس احرار و امیر شریعت کے تذکرے ہوئے۔ مفتی صاحب کو کانفرنس کی دعوت دی اور جماعت کا لٹریچر پیش کیا۔ یہاں سے اجازت لے کر مجلس احرار کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ کی رہنمائی اور معیت میں حضرت مولانا قاری محمد یسین صاحب دامت برکاتہم کے مدرسہ دار القرآن پہنچے جامعہ کے اساتذہ وطلباء پہلے سے منتظر تھے۔ حضرت شاہ جی نے مسجد میں طلباء جامعہ کو نصائح کیں اور حضرت امیر شریعت اور اکابر علماء کے واقعات سنائے۔ اور ان کے مسلک ومشرب سے وابستہ رہنے کی تلقین۔ جامعہ کے تمام اساتذہ بھی اس موقع پر موجود تھے ان کو احرار ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ بعد ازاں اساتذہ جامعہ سے الگ نشست ہوئی اور خوب محفل جمی۔ جس میں اکابر احرار، حضرت امیر شریعت و ابناء امیر شریعت رحمہم اللہ کے تذکرے ہوئے۔

قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہ کا ایک روزہ دورہ میلسی

(رپورٹ: مولانا محمد طیب رشید) قائد احرار سید محمد کفیل بخاری نے جامع مسجد مدنی مچھلی بازار میلسی میں 23 ستمبر 2022ء جمعتہ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ سہ پہر 3 بجے اسی مسجد میں ہی دو روزہ سالانہ احرار ختم نبوت چناب نگر کے حوالے سے علماء کنونشن منعقد کیا گیا جس میں تحصیل میلسی سے تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب حضرات علماء کرام نے شرکت کی اور چناب نگر کانفرنس میں آنے کی یقین دہانی کروائی۔ کنونشن سے مجلس احرار ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل نے بھی گفتگو بھی کی۔ جب کہ اس موقع پر مولانا ذکاء اللہ مسعود (خطیب جامع مسجد مدنی) مولانا طیب رشید، مولانا رضوان جلوی، مولانا عبدالشکور و دیگر موجود تھے۔ کنونشن کے اختتام پر مجلس احرار اسلام کا دعوتی و تبلیغی لٹریچر علماء کرام کو پیش کیا گیا۔ حضرت شاہ جی مدظلہ اپنے رفقاء کے ساتھ جامعہ ابوہریرہ میلسی تشریف لے گئے۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد وہاں علماء کرام سے ملاقات کی۔ نماز مغرب جامع مسجد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلہ جیم میں اداء کی۔ نماز کے بعد درس قرآن کریم ارشاد فرمایا۔ جس میں عقیدہ ختم نبوت، دین اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا تعارف اور مجلس احرار کی چناب نگر میں بے مثال جدوجہد، نومسلمین کفالت اور شعبہ خدمت خلق کے حوالے سے جماعت کی تمام شاخوں کی کاوشوں کا تذکرہ کیا گیا۔ درس میں جلہ جیم و مضافات خصوصاً میراں پور سے کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ ان اجتماعات کو مولانا ذکاء اللہ مسعود صاحب، مولانا حاجی عبدالشکور صاحب، حضرت مولانا محمد عمیر شاہین صاحب، حضرت مولانا محمد رضوان جلوی صاحب، میاں حاجی ریاض احمد صاحب، میاں عبدالغفار قمر صاحب، حافظ محمد یعقوب صاحب کی کاوشوں نے کامیاب بنایا۔

احرار ختم نبوت کانفرنس کے لیے مجلس احرار اسلام کے مبلغین کی شبانہ روز محنتیں

چناب نگر کی سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس سال بھر میں ہونے والی سینکڑوں کانفرنسوں سے ممتاز اور جداگانہ اہمیت کی حامل ہے۔ اس کا سال بھر انتظار بھی رہتا ہے اور تمام مبلغین جان لگا کر اس کے لیے کوشش بھی کرتے ہیں۔ اس سال الحمدللہ مجلس احرار کی مرکزی قیادت، ذمہ داران و مبلغین نے اجتماع کی دعوت کے سلسلہ میں ملک بھر میں دورے کیے، انفرادی ملاقاتیں کیں اور علماء، مدارس، جامعات، مساجد میں بیانات، کورسز، پیغام ختم نبوت، اجتماعات جمعہ، دروس ختم نبوت و دروس قرآن و حدیث منعقد کیے گئے۔ الحمدللہ ضلع چنیوٹ کی سطح پر مقامی و بیرونی مبلغین نے مجلس احرار کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ کی سرپرستی، مولانا محمود الحسن اور مولانا محمد طیب، مولانا محمد عمیر کی مشاورت سے دو سو کے قریب پروگرام منعقد کیے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کانفرنس کو کامیاب فرمائیں اور مرتدین کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں آمین۔

(7 ستمبر 2022ء) مجلس احرار اسلام یونٹ چک نمبر 337 کے زیر اہتمام یوم تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے ٹوبہ رجانہ روڈ ناگرہ پل کے قریب ایک پروقار تقریب کا انعقاد کیا جس میں علاقے کے معززین اور عوام نے شرکت کی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عرفان شہزاد نے کہا کہ 7 ستمبر کے دن کی یہ تقاریب لہو گرم رکھنے کا اک بہانہ ہے۔ ہم آئین

پاکستان میں موجود اسلامی دفعات اور قانون ختم نبوت و ناموس رسالت کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ تقریب سے حافظ معاویہ حسن رائپوری، حافظ عبدالوحید، حافظ ذکراللہ ساجد اور ملک نصیر نے بھی گفتگو کی۔

7 ستمبر یوم ختم نبوت کی مصروفیات وسرگرمیاں

☆ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید محمد کفیل بخاری نے ایوان احرار لاہور میں یوم ختم نبوت کی مرکزی تقریب سے خطاب فرمایا۔

☆ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر عبداللطیف خالد چیمہ نے یوم ختم نبوت کے حوالے سے مختلف پروگراموں میں شرکت کی۔ صبح مرکز احرار چیچہ وطنی میں، دن 11 بجے صدیقیہ مسجد کمالیہ میں جناب عبدالکریم قمر صاحب کی صدارت میں پروگرام میں خطاب کیا۔ بعد از ظہر مرکز احرار جامع مسجد امیر معاویہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جناب حافظ محمد اسماعیل صدر مجلس احرار ٹوبہ کی صدارت میں پروگرام سے گفتگو کی اور رات کو چناب نگر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت و خطاب کیا اس کانفرنس سے مجلس احرار کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ نے بھی خطاب فرمایا۔

چنیوٹ کے داخلی و خارجی راستوں پر آیت وحدیث خاتم النبیین پر مشتمل بورڈ نصب

(10 ستمبر) چنیوٹ بائی پاس (پنڈی بھٹیاں روڈ) پر آیت و حدیث خاتم النبیین کا بورڈ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی، رکن پنجاب اسمبلی حافظ عمار یاسر اور میاں محمد حنیف کی خصوصی کاوش پر نصب کر دیا گیا۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ، پنجاب کے ناظم مولانا تنویر الحسن احرار۔ احرار کے رفیق فکر مرزا ظفر اور مجلس احرار اسلام چکوال کے ناظم اطلاعات مولانا محمد حذیفہ کی نگرانی اور موجودگی میں گزشتہ رات یہ بورڈ نصب کیا گیا۔ بعد ازاں مولانا محمد مغیرہ اور مولانا تنویر الحسن نے اپنے خطاب میں حکومتی ذمہ داران کا شکریہ ادا کیا اور عوام کو مبارک باد بھی دی۔ اس کے بعد 16 ستمبر 2022 جمعہ کے روز جھنگ روڈ اور فیصل آباد روڈ پر آیت و حدیث خاتم النبیین والے بورڈ نصب کیے گئے اس موقع پر بھی احرار رہنماؤں نے اپنی موجودگی میں بورڈ ز نصب کروائے۔

ترک قادیانیت اور قبول اسلام

(25 جولائی 2022ء) الحمد للہ اللہ پاک کے فضل و کرم سے لاہور میں ایک پیدائشی (احمدی) قادیانی جناب ڈاکٹر منیر احمد کھنہ صاحب نے قادیانیت کے کفر کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا ہے آج 25 جولائی 2022ء محترم جناب ڈاکٹر اعظم چیمہ صاحب نے معزز مہمان کے اعزاز میں فالکن ایئر فورس کلب لاہور میں عصرانہ دیا جس میں لاہور سے میاں محمد اویس، ڈاکٹر محمد آصف پروفیسر ڈاکٹر محمد ابوبکر، ڈاکٹر شیخ محمود، پروفیسر ڈاکٹر سرجن مسعود رشید، محمد عابد مسعود ڈوگر نے شرکت کی اور ڈاکٹر منیر احمد کھنہ صاحب کو قبول اسلام پر مبارک باد پیش اور خوشی کا اظہار کیا تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ رب العالمین ہمارے نومسلم بھائی کی حفاظت فرمائے اور ان کو استقامت عطا فرمائے آمین

(31 اگست 2022ء) جامع مسجد بستی باگڑ سرگانہ ضلع خانیوال میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب ناظم تبلیغ

ڈاکٹر محمد آصف کے تین سال سے زیرِ تبلیغ ایک پیدائشی قادیانی عدیل احمد نے امیر مرکزیہ مجلسِ احرار اسلام پاکستان مولانا سید محمد کفیل بخاری مُدَّ ظِلُّہٗ کے دست مبارک پر اسلام قبول کر کے اپنے اہل خانہ سمیت قادیانیت کو چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔ قبول اسلام کی اس تقریب میں مہر شوق محمد سرگانہ رحمہ اللہ کے پوتے مولانا فیصل متین سرگانہ (مرکزی ناظم مالیات مجلس احرار اسلام پاکستان) میاں محمد عمر سرگانہ، مہر محمد حیات سرگانہ، مہر محمد اعجاز سرگانہ، مولانا محمد اکمل (امیر مجلس احرار اسلام ضلع ملتان) مولانا محمد فیضان، مولانا الطاف معاویہ (مرکزی مبلغین ختم نبوت، مجلس احرار اسلام) سید عطاء المحسن بخاری، قاری ریاض احمد، مولانا محمد زاہد اور علاقہ کے دیگر علماء و معززین شریک ہوئے، بعد میں میاں محمد عمر سرگانہ اور مہر محمد حیات سرگانہ نے نومسلم بھائی عدیل احمد سرگانہ کے اعزاز میں عصرانہ دیا اور امیر مرکزیہ سید محمد کفیل بخاری کی دعاؤں کے ساتھ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

نومسلم عدیل اور احرار کارکنوں کو بتلایا گیا کہ جس کمرے میں وہ بیٹھے ہیں سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ یہ مہر شوق محمد سرگانہ رحمۃ اللہ علیہ کا گھر ہے اور وہ مجلس احرار اسلام سے وابستہ تھے۔

(9 ستمبر 2022ء) شیخوپورہ سے ایک ہی خاندان کے دس افراد نے مفتی عبدالکریم نقشبندی صاحب کی مدعیت میں قادیانیت چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا ہے، الحمد اللہ۔

(11 ستمبر 2022ء) شیخوپورہ سے ہمارے نومسلم سابق قادیانی پروفیسر طاہر احمد ڈار صاحب کے زیر دعوت مبارز احمد اور الیاس صاحب اپنی فیملی کے دس افراد سمیت قادیانیت کے کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے ہیں۔

☆......☆......☆

مسافرانِ آخرت

☆ حافظ وسیم اللہ کے چچا ماسٹر اورنگزیب 9 ستمبر 2022ء کو انتقال کر گئے۔

☆ لاہور ہمارے کرم فرما ثناء اللہ شاہ صاحب کے کزن حافظ محمد علی رضا بخاری وفات 5 اگست اور ماموں سید منظور حسین گیلانی وفات 16 اگست 2022ء

☆ ساہیوال: ساہیوال جماعت کے ناظم شیخ عبدالرزاق کی والدہ ماجدہ 26 اگست جمعۃ المبارک کو انتقال کر گئیں

☆ ملتان مدرسہ معمورہ کے پڑوسی پیر ابوالحسن قریشی کی اہلیہ 28 اگست 2022ء کو انتقال کر گئیں

☆ چیچہ وطنی: مرکز احرار مسجد ختم نبوت رحمان سٹی کے معاون غلام مصطفیٰ کی والدہ محترمہ، انتقال یکم ستمبر بروز جمعرات

☆ جامعہ خالد بن ولید ٹھینگی کے بانی و مہتمم حضرت مولانا ظفر احمد قاسم رحمہ اللہ طویل علالت کے بعد 9 ستمبر کی صبح نشتر ہسپتال ملتان میں انتقال فرما گئے۔ آپ حضرت امیر شریعت اور خاندان امیر شریعت سے بہت محبت کرتے تھے اور صحت کے عالم میں

اجتماعات احرار، ختم نبوت کانفرنسز کے علاوہ صرف ابناء امیر شریعت سے ملاقات کی غرض سے دار بنی ہاشم تشریف لے آتے۔ اپنے دور کے جید اکابر علماء کو دیکھا استفادہ کیا اور فیض پایا۔ نماز جنازہ حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب مدظلہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں امیر مرکزیہ مجلس احرار سید محمد کفیل بخاری، نائب امیر سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے شرکت کی۔

☆ چیچہ وطنی: چیچہ وطنی اداروں کے معاون خصوصی اور مسجد عثمانیہ کے نمازی میاں محمد اسلم انتقال: 9 ستمبر جمعہ

☆ مجلس احرار اسلام کلورکوٹ بھکر کے کارکن محمد داؤد معاویہ انصاری کی والدہ 12 ستمبر کو انتقال کر گئیں۔

☆ چیچہ وطنی: احرار ختم نبوت مشن برطانیہ (گلاسگو) کے صدر شیخ عبدالواحد کی اہلیہ اور شیخ عبدالغنی (چیچہ وطنی) کی بہو 18 ستمبر اتوار کو انتقال کر گئیں، مرحومہ کی نماز جنازہ 21 ستمبر منگل بعد نماز ظہر سنٹرل مسجد گلاسگو میں ادا کی گئی۔

☆ ڈاکٹر جہاں زیب ساجد 18 ستمبر 2022ء کو انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام چنیوٹ کے کارکن محمد عمران کے والد گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار ڈیرا اسماعیل خان کے کارکن مولانا عثمان علی کی خالہ اور محمد عبید کی والدہ انتقال 19 ستمبر 2022ء

☆ محمد عزیز الرحمٰن خورشید خطیب جامعہ مسجد فاروقیہ ملکوال، مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی مرحوم، حافظ عبدالرحمٰن علوی راولپنڈی کے جواں سالہ بھانجے حافظ محمد امجد کا انتقال ہو گیا ہے۔

☆ مولانا سعید الرحمٰن علوی مرحوم کے بیٹے محمد خلیل الرحمٰن کے سسر مہر محمد نذیر طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام لاہور کے سیکریٹری جنرل قاری محمد قاسم بلوچ کے والد جناب نذر حسین مرحوم انتقال 21 ستمبر

☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن و مدرسہ معمورہ کے خادم قاری محمد عزیر کے بھائی محمد زکریا، انتقال 24 ستمبر

☆ مدرسہ معمورہ ملتان کے استاد مولانا عبدالباسط کے بہنوئی کی والدہ 20 ستمبر اور خالہ زاد محمد جاوید انصاری 22 ستمبر

☆ بستی مولویان رحیم یار خان کے مولوی حفیظ اللہ کی اہلیہ، سمیع اللہ و مفتی کلیم اللہ کی والدہ، انتقال: 9 ستمبر

☆ جامعہ صدیقیہ تعلیم القرآن بستی مولویان روڈ اڈا فتح پور کے بانی اور جامع مسجد ختم نبوت مسلم چوک کے خطیب مولانا امین اللہ رحمہ اللہ 9 ستمبر جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے ممبر پر ہے انتقال کر گئے۔ احرار رہنما مولانا حافظ عبدالرحیم کے انتقال کے بعد آپ مستقل طور پر جامع مسجد ختم نبوت کے خطیب مقرر ہوئے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرما کر درجات بلند کریں، قارئین سے درخواست ہے کہ ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں

☆......☆......☆

دعائے صحت

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما محترم جناب میاں محمد اویس دل کے عارضہ میں مبتلاء ہیں گزشتہ دنوں ان کا بائی پاس ہوا احباب و قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

احرار کی عظمت

احرار کا مقصد مجاور، پیدا کرنا نہیں، مجاہد تیار کرنا ہے۔ یہ ہمارا کردار ہے اور ہمارے اس کردار پر ترسیٹھ برس کی تاریخ شاہد و عادل ہے کہ ہم نے طوفان کا رخ موڑا اور حوادث کا منہ توڑا ہے۔ ہم نے سید احمد شہید اور شیخ الہند کی وراثت سنبھالی ہے۔ ہم نے دشمن کے خرمن کو آگ لگائی ہے۔ ہم سیل بے پناہ بن کر نکلے اور فرنگی سامراج کے اقتدار کو بہا کر لے گئے۔

احرار ایسے جیالے مائیں روز روز نہیں جنا کرتیں۔ احرار کا طرۂ امتیاز ہی یہ ہے کہ وہ اللہ کے دین اور شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاطر

- پھانسیوں پر جھول گئے
- گولیوں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے
- سنت یوسفی (علیہ السلام) ادا کرتے کرتے جانیں وار گئے
- بیویوں اور بچوں کو دین پر قربان کر گئے
- خبیب ابن عدی، عاصم قاری، طلحہ اور ابو دجانہ (رضی اللہ عنہم) کی اتباع میں حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم و ختم نبوت کا فرض ادا کرتے کرتے قربان ہو گئے۔

ہم نے کبھی اغیار سے مفاہمت نہیں کی۔ ہم نے سیاسی مفادات کی ذلہ ربائی میں حق اور اہل حق کو کبھی قربان نہیں کیا۔ ہم نے دینی مفاد پر مجلس احرار کے سیاسی مفادات کو ہمیشہ قربان کیا ہے۔ ہم حکومت الٰہیہ کی منزل کے راہی ہیں اور اس راہ میں قربانی ہی قربانی ہے۔ احرار کارکن قربانیاں دیتے جائیں اور آگے بڑھتے جائیں وہ وقت ضرور آئے گا۔ جب منزل خود احرار کا استقبال کرے گی۔

اقتباس خطاب

قائد احرار جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۸ مارچ ۱۹۸۰ء مخزن العلوم، خان پور

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱)......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز
Head Office: Canal View, Lahore
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!
فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ
آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس